ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

نگران اعلیٰ مفتی محمود

21/34



غیر جماعتی بلدیاتی انتخاب کار بے خیر

مولانا اسعد مدنی کا کراچی میں خطاب

از لب راوی تا لب جہلم (سفر نامہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی زندگی، ایمان کی حلاوت " تم شرابی ہو، ذکر ایک پی۔ ایچ۔ ڈی صاحب کا، شہر شہر سے طلباء کی سرگرمیاں، دار العلوم اور مسائل

۲۵ر تا ۳۱ر اگست ۱۹۷۸ء

قیمت
ایک روپیہ

۲۱۲
شمارہ
۳۴

نعت النبی ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر شخص محمد ﷺ کا کیونکر نہ ہو شیدائی — اس دہر میں ساتھ اس کے جنت کی ہوا آئی

ہے اس کے مکارم میں محبوبی و دلداری — ہے اس کے محاسن میں خوبی و دلآرائی

ہے اس کی محبت میں اللہ کی خوشنودی — ہے اس کی اطاعت میں کونین کی دارائی

اطوار پسندیدہ اخلاق کریمانہ — افکار میں گہرائی گفتار میں گیرائی

صورت بھی حسیں اس کی سیرت بھی حسیں اس کی — طالب ہیں ملائک بھی انساں بھی تمنائی

اس صاحب اسریٰ کی عظمت کوئی کیا جانے — ہیں شمس و قمر ششدر انجم بھی تماشائی

تحویل ہوا قبلہ منشائے محمد ﷺ سے — کعبے کے مقدر میں تھی اس کی جبیں سائی

خار و خسِ عالم را از قلب فرو شستم — باشد کہ بایں خانہ آئی و بناز آئی

دنیا بھی گنواؤ گے عقبیٰ بھی نہ پاؤ گے
جب تک نہ علیمؔ اس سے رکھو گے شناسائی

علیم ناصری



ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳۴

جمعۃ المبارک

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ

۴۵ — روپے

ششماہی

۲۳ — روپے

سہ ماہی — ۵۰/۱۱ روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ



اجتماعی مفاد کا تقاضہ

کالعدم نیپ کی جانشین این۔ڈی۔پی نے بالاخر قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس خبر سے ہر اس فرد کے دل پر سخت چوٹ پڑی جو اس ملک میں "اسلامی نظام عدل" کے قیام کی سنجیدہ خواہش رکھتا اور اس مقصد کے لئے پاکستان قومی اتحاد سے بہتر توقعات وابستہ رکھتا تھا۔ پاکستان قومی اتحاد جس پس منظر میں بنا اس سے ملک و بیرون ملک کی ایک دُنیا واقف ہے۔ اس متحدہ قیادت نے جس عدیم المثال اور بے نظیر تحریک کو جنم دیا اور ملک و قوم کو ایک ظالم و شاطر سے بچایا وہ ایک تاریخی حقیقت ہے لیکن افسوس کہ حصول منزل سے قبل سب سے پہلے اس کی دیواروں میں اصغر خان اینڈ کو نے دراڑیں پیدا کیں۔ وہ اصغر خان جو تحریک استقلال نامی ایک جماعت کے خود ساختہ رہنما تو ہیں لیکن استقلال نامی کسی چیز سے انہیں سروکار نہیں۔ ساری عمر سرکار کی نوکری کرنے والا یہ شخص آج بھی خلاؤں میں پرواز کرتا پھرتا ہے اور اسے اس کے نورتنوں نے یہ باور کرا رکھا ہے کہ ملک کی قسمت تم سے وابستہ ہے اور بس۔ ہمیں جس بات پر تشویش ہے وہ یہ ہے کہ یہ کشمیری نژاد خان جسے خان عبدالقیوم کی طرح سرحد میں پناہ ملی ہے ایک سرکاری آدمی کی طرح غیر ملکی دورے کرتا ہے اور بیرونی دُنیا کے سربراہوں تک سے ملتا ہے لیکن انصاف کی علمبردار حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اصغر خان کے بعد ملّت کے متحدہ سٹیج کو جس "شرذمہ قلیلہ" نے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی وہ ہے "سواد اعظم" کی نمائندگی کے فریب میں مبتلا جمعیۃ علماء پاکستان۔ جس کے لیڈر کو طویل غیر ملکی دورہ کے بعد انکشاف ہوا کہ اتحاد کی قیادت اصولوں سے انحراف کر رہی ہے لیکن اس لڑے کا اصل مرض جس سے ایک دُنیا واقف ہے — وہ ہے فرقہ ورانہ کشیدگی۔ کیونکہ "اعلیحضرت" کی اس رُوحانی اولاد کے پیٹ میں اس وقت مروڑ اٹھنے لگتے ہیں جب یہ کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کے سربراہ نورانی میاں نے جس دن اتحاد سے علیحدگی کا اعلان کیا اسی دن لاہور کے ایک مدرسہ کے جلسہ میں اپنے مخالفین کو "ابوجہل" تک بنا دیا اور جوشِ خطابت میں قرآن عزیز تک کی توہین کر ڈالی جس پر خادمانِ اسلام کی حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی اور اس کے بعد وہ اور ان کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے درجہ کے "لیڈر" ایک ہی بولی میں آوازیں نکال رہے ہیں۔

اتحاد کو تیسرا چرکہ مسلم لیگ نے لگایا۔ تخلیق پاکستان (؟) کی دعویدار یہ جماعت گو کہ ابھی تک اتحاد میں شامل ہے لیکن متفقہ سوچ کے برعکس بھاگم بھاگ اقتدار میں شریک ہو کر اس نے اگرچہ اپنی روایات کے مطابق کردار کا مظاہرہ کیا لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس سے عامۃ الناس کو بہت ہی زیادہ ذہنی اذیت سے دوچار ہونا پڑا۔

اور اب نمبر آیا ہے این۔ڈی۔پی کا جس کے سربراہ مخصوص جاگیردارانہ ذہنیت کے حامل ہونے کے ناطہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں اور انہوں نے یہ نئی پارٹی اس وقت بنائی جب نیپ پر پابندی لگ چکی تھی اور اس کی قیادت بھٹو کے خود ساختہ مقدمات کے پیش نظر جیل میں تھی۔ این ڈی۔پی، نیپ کے انہی ورکروں پر مشتمل تھی، تاہم ورکروں کا ایک طبقہ جو ماسکو کو کھلے بندوں اپنا قبلہ قرار دیتا ہے، پارٹی سے الگ ہو گیا کیونکہ سردار مزاری نے اس وقت بڑے جوش کے ساتھ "اسلام" لیا تھا۔ جب قومی اتحاد بنا تو اس کی ملک گیر تحریک میں این۔ڈی۔پی کے ورکروں

نے خوب خوب کام کیا اور اس کی نائب صدر بیگم ولی نے بالخصوص اپنی تقریروں کے ذریعہ ملک بھر کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی۔ بھٹو کے بعد ولی خان اور ان کے رفقاء کی رہائی کا مرحلہ آیا تو ولی خان سمیت کچھ لوگوں نے یا بالفاظ دیگر سرحد سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے تو این۔ ڈی۔ پی میں شمولیت اختیار کرلی لیکن بلوچی قیادت الگ تھلگ رہی اور اب بھی ہے۔ انتہائی نازک مرحلہ پر ولی خان اپنی اہلیہ سمیت لندن یاترا کے لئے تشریف لے گئے اور سردار مزاری بھی طویل دورے پر مختلف ممالک کو نکل گئے جبکہ ان سب حضرات کے فکری راہنما خان عبدالغفار خان کابل تشریف لے گئے۔ اسی اثنا میں کابل میں انقلاب آیا جس میں انسانی خون و اموال کی بربادی و ضیاع کا تاریخی المیہ پیش آیا لیکن انسانیت کے خدمت گزار خان نے ترکئی سے ہنسی خوشی ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کے دوران غالباً کابل و جلال آباد کی سرزمین پر ذبح کئے جانے والے ہزاروں افراد انہیں یاد نہ آئے۔ غالباً یہ صلہ تھا اس بات کا کہ ان کے پوتے اپنی اہلیہ کے ساتھ اس وقت داؤد مرحوم کے محل میں تھے۔ جب داؤد کے بچوں تک کو بھون دیا لیکن یہ محفوظ رہے۔ ادھر ملک کے افق پر رونما ہونے والی تبدیلیوں کے باوصف مزاری و ولی باہر بیٹھے رہے۔ اور جب مزاری صاحب تشریف لائے تو ان کا لب ولہجہ بدلا ہوا تھا اور یہ غالباً یورپ کی مخصوص آب و ہوا کا اثر ہے۔ اس لئے کہ اکثر رہنماؤں کی جب وہاں سے واپسی ہوتی ہے تو ان کے انداز بدلے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی پارٹی کے کنونشن کا اعلان کردیا اور پارٹی کی نائب صدر چوری کے مبینہ الزام سے بری ہونے کے بعد اس وقت کراچی پہنچیں جب کنونشن کے انعقاد میں چند گھڑیاں باقی تھیں۔ لیکن افسوس کہ ان کی موجودگی بھی کام نہ آئی اور عوام ان سے جس دانشمندی کی توقع رکھتے تھے اس کے برعکس انہوں نے بھی اس اجتماعی پلیٹ فارم کے ذبح و قتل سے اپنے ہاتھ رنگین کرلئے۔ جب ذبح کا عمل پورا ہوچکا تو خان عبدالولی خان بھی تشریف لائے اور انہوں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے باقی معاملات پر تو کسی قسم کی رائے دینے سے احتراز کیا البتہ اس فیصلہ علیحدگی کی یہ کہہ کر توثیق کردی کہ وہ پارٹی کے وفادار ہیں۔ ولی خان جیسا آدمی جو اپنے رفقاء اور خاندان سمیت بھٹو کے مظالم کا تختہ مشق بنا اس نے رہا ہونے کے بعد جو تقریریں کیں اور بیانات دیئے ان میں پاکستان اور اتحاد کو لازم ملزوم قرار دیا اور "بھٹو ازم" کے خاتمہ کے لئے فوجی حکومت کو مکمل تعاون کا یقین دلایا لیکن وہ پارٹی جس کے بظاہر وہ معمولی رکن ہیں لیکن فی الحقیقت نفس ناطقہ ہیں نے محض اس جرم کے پیش نظر اتحاد سے علیحدگی اختیار کرلی کہ وہ عملاً فوجی حکومت سے تعاون کی راہ پر کیوں جارہا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ بعض ایسے "بلوچ لیڈر" جو بوجوہ اسلامی نظام سے الرجک ہیں انہیں پارٹی میں کھپانے کے لئے اس مشترکہ تنظیم کو خیرباد کہنا ضروری ہوگیا تھا جس کا مقصد ہی اسلامی نظام عدل کا قیام ہے کیونکہ ان افراد کی ذاتی سوچ قریباً اسی قسم کی ہے اور پھر وہ اپنے اردگرد سرخ پھریرے کے جو اثرات دیکھ رہے ہیں ان کے پیش نظر ان کی سوچ اور پختہ ہوگئی ہے۔

ان حالات نے قومی اتحاد کی مابقی جماعتوں کے سامنے ایک ابھرتا ہوا سوال کھڑا کردیا ہے کہ وہ مستقبل قریب میں کیا کرتی ہیں؟ اے کاش جماعتی گروہ بندیوں کے بجائے ہم "ملت واحدہ" کا روپ دھار لیتے تو ملت کو یہ چرکے برداشت کرنے پڑتے؟ سوال یہ ہے کہ اتحادی جماعتیں اب اس سمت سفر کریں گی یا نہیں؟ اور دوسری بات جو بڑی اہم ہے وہ یہ کہ ان حالات میں فوجی حکمران کیا رول ادا کرتے ہیں؟ ہم دل کی اس بات کو کیسے چھپائیں کہ پارٹیوں کے معاملہ میں ابتدا میں جو نیک جذبات تھے وہ ایک ایک کرکے سرد پڑتے جارہے ہیں اور اس مشترک سیاسی تنظیم کی بگاڑ میں ایسے خفیہ ہاتھوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جو فوجی سے زیادہ سیاستدان ہیں اور جن کی پشت پناہی رسوائے زمانہ نوکرشاہی کررہی ہے۔

اگر خدانخواستہ اتحاد اپنی موت آپ مرگیا اور نوکرشاہی کے کارندوں نے اپنے ہم ذہنیت فوجی وزراء کے تعاون سے موجودہ [illegible] کا [illegible] تو یہ ملت و قوم کے حق میں زبردست المیہ ہوگی۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ ہر کسی کو اپنی [illegible] کو بچانا چاہیے اور جو لوگ بے خود ساختہ اصولوں کی روشنی میں اجتماعیت کے قتل کے مرتکب ہوئے ہیں اپنی [illegible] کی جائے [illegible] طور پر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ صورتحال فوجی حکمرانوں اور نام نہاد اصول پسندوں کیلئے کسی طور [illegible] خطرات سے [illegible] بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے کہ ملت کے اجتماعی پلیٹ فارم کو بچایا جائے [illegible] وہ اجتماعی مفاد کی خاطر واپس آجائیں ورنہ تاریخ انہیں معاف نہیں کرے گی۔

۱۲ اگست یوم اقصیٰ

۱۲ اگست ۱۹۶۹ء کو یہود نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کی خاطر قبلۂ اول مسجد اقصیٰ کے ایک حصے کو جلا کر خاکستر کردیا تھا۔ ۱۲ اگست کو یوم مسجد اقصیٰ منانے کا فیصلہ ۱۹۷۰ء میں جدہ میں منعقد ہونے والی اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی پہلی کانفرنس میں کیا گیا تھا۔

قبلہ اول مسجد اقصیٰ دنیا کے ہر کونے میں موجود مسلمان کے لئے مقدس اور واجب الاحترام جگہ ہے۔ اسے صیہونیوں اور نصرانیوں کی دستبرد سے بچانے کے لئے مسلمان سینکڑوں سال سے وقتے وقتے سے جہاد کرتے رہے ہیں۔

اور اب جبکہ صیہونیوں اور نصرانیوں نے متحد ہوکر اس پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ مسلمان متحد ہوکر اس کی آزادی کے لئے اس صورت میں جدوجہد نہیں کررہے ہیں جس صورت اور جس طریق پر قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے کی تھی۔ انہوں نے تمام عالم اسلام کو اس کی آزادی کے لئے اتحاد پر آمادہ کیا اور یورپین اتحادی نصرانیوں کو عبرت ناک شکست دی۔

مسلمان ہونے کے ناطے سے مسلمان پر قبلہ اول مسجد اقصیٰ کو آزادی دلانا فرض ہے۔ اس کے لئے عالم عرب کو سب سے پہلے آپس میں اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کرنا ہوگی "عرب نیشنلزم" کے گرداب سے نکلنا ہوگا۔

اسرائیل کے خلاف بلاواسطہ اور اس کے "مددگاروں" کے خلاف بالواسطہ جہاد کرنے کے لئے دنیا بھر کے مسلمان ملکوں کا تعاون حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔

اس سلسلے میں فوجی و اقتصادی ٹیکنالوجی اٹامک انرجی اور زرعی میدان میں باہم تعاون ہی اسرائیل اور اس کے "مددگاروں" کے خلاف جہاد میں مؤثر کردار ادا کرے گا۔ اسلامی ممالک جو ابھی ٹیکنالوجی کے میدان میں پیش رفت

باقی ص ۱۰ پر

سیّد اظہار احمد قادری قیصی

از لبِ راوی تا لبِ جہلم

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کا اسم گرامی بچپن ہی سے سُن رکھا تھا اور ان کی کچھ تصانیف بھی مطالعہ میں آئی تھیں۔ عالم اسلام میں آپ کی شہرت اور آپ کے علمی کمالات کے پیش نظر مدت سے دل میں خواہش تھی کہ شرف ملاقات حاصل ہو۔ چنانچہ خوش قسمتی سے کراچی میں ہونے والی ایشیائی اسلامی کانفرنس منعقدہ ۶ تا ۸ جولائی ۱۹۷۸ء میں ہندوستانی وفد کے ساتھ سید ابوالحسن علی ندوی بھی تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ حضرت دو روز کے لئے اپنے شیخ قطب الارشاد حضرت عبدالقادر رائے پوری رح کے وطن اور مدفن موضع ڈھڈیاں شریف ضلع سرگودھا تشریف لے جائیں گے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے راقم نے مرشدی و مولائی سید انور حسین نفیس رقم مدظلہ العالی کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے بھی خادم کی حیثیت سے شرف ہمراہی بخشیں اور یوں یہ مختصر سا کاروانِ شوق ۱۹ جولائی کو ڈھڈیاں شریف بذریعہ بس روانہ ہوا۔ مغرب کے وقت سرگودھا پہنچ کر نماز ادا کی اور ڈھڈیاں جانے والی بس میں سوار ہوئے جو گنجائش سے زیادہ مسافر لئے جگہ جگہ سواریاں اتارتی بٹھاتی سوئے منزل رواں دواں تھی۔ لوگوں کا غیر مانوس دیہاتی لہجہ اور بس کی آواز گویا پس منظر میں صوتی اثرات پیدا کر رہے تھے۔ تاحدِ نظر پھیلی ہوئی چاندنی ٹھنڈی مرطوب ہواؤں کے مدہوش کن جھونکے کھیتوں اور کہیں کہیں سربلند درختوں میں سے سیاہ بل کھاتی ندی کی طرح رواں دواں سڑک ایک پُر کیف منظر پیش کر رہی تھی۔ اور علم و فن کا گنج گرانمایہ محبت و اخلاص کا پیکر سادگی اور انکساری کا مجسمہ اسلاف کا نمونہ اور اپنے مرشد حضرت عبدالقادر رائے پوری رح کا سچا متبع اور عاشق زار ایک عالم کیف و سرور میں مجھے اپنے شیخ کی حیات اقدس کے کچھ تابناک واقعات سُنا رہا تھا اور میں سیدی و مولائی حضرت نفیس الحسینی کی زبانِ مبارک سے حضرت رائے پوری رح کے احوال سُن کر مسحور ہو گیا تھا۔

شاہ صاحب اپنے مخصوص نرم و دھیمے لہجے میں حضرت کی ابتدائی زندگی زمانہ طالب علمی اور حضرت اقدس کے مرید ہونے کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ جب حضرت الشیخ نے تلاش مرشد میں حضرت اقدس گنگوہی رح کی خدمت میں عریضہ لکھا تو آپ کا خلوص اور طلبِ صادق دیکھ کر قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے جواب میں انتہائی انکساری اور بعد کسر نفسی تحریر فرمایا کہ میری عمر اب اخیر ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری رح کی خدمت اقدس میں تشریف لے جانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے حضرت رائے پوری کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں ایک ناقص آدمی تھا آپ کسی کامل کی تلاش کریں۔ اور آپ میں تو سچی طلب ہے مجھ میں یہ بھی نہیں۔ اس والا نامہ کو پڑھ کر آپ پھڑک گئے اور قلبی کشش محسوس کی۔ چنانچہ آپ حضرت رائے پوری کی خدمت میں خانقاہ رحیمیہ پہنچے۔ چہرۂ مبارک دیکھتے ہی حضرت والا کو اطمینان قلب حاصل ہوا کہ آپ ہی راہ حق کی طرف حضرت کی رہنمائی فرما سکتے ہیں۔ آپ نے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے فرمایا کہ حسب ارادہ پہلے اپنے وطن ہو آئیں۔ اس کے بعد بیعت ہوگی۔ پھر پوچھا کہ وطن میں کون کون عزیز و اقارب ہیں۔ حضرت والا نے اپنے والدین بہن بھائیوں اور دیگر قرابت داروں کا ذکر فرمایا۔ حضرت الشیخ نے ایک آہ بھر کر فرمایا آپ کے تو سبھی ہیں پھر آپ ہمارے پاس کیسے ٹھہرو گے۔ حضرت والا رح نے بے ساختہ فرمایا "حضرت میرا کوئی نہیں میں خدمت والا میں ہی رہوں گا۔"

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رح نے آپ کو اس وقت بیعت نہیں فرمایا اور آپ کو وطن ڈھڈیاں سے ہو کر واپس آنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ آپ اپنے وطن ڈھڈیاں تشریف لائے۔ رشتہ داروں سے ملاقات فرمائی۔ کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ اس دوران ایک طاقتور مقناطیسی قوت تھی جو دل کو رائے پور کی طرف کھینچ رہی تھی۔ اس لئے آپ رائپور کو روانہ ہوئے اور پھر ہمیشہ کے لئے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ رائے پور آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ تمام عمر آپ شیخ کی نام کردہ خانقاہ کے جانشین بن کر اپنے شیخ کے مشن پر قائم رہے۔

ہندوستان کے لاکھوں بندگانِ خدا کو راہ خدا کی طرف موڑا۔ سینکڑوں جید علماء نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ بیسیوں ہم عصر اکابر نے استفادہ کیا۔ اب اپنے وقت کا یہ مجدد اپنے گاؤں ڈھڈیاں شریف کی خاک تلے آسودہ ہے اور آپ کی قبر مبارک لاکھوں دیوان باصفا اور عقیدتمندوں کا مرجع ہے [illegible] کعبۂ اہل وفا کی زیارت کے [illegible]

ابوالحسن ندوی تشریف لا رہے تھے۔ ہم رات کو عشاء کے وقت جھاوریاں پہنچے اور مولانا مولا بخش صدر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کی مسجد میں قیام کیا۔ اگلے دن علی الصبح نماز اور چائے سے فارغ ہو کر بذریعہ بس موضع کھوٹ پہنچے اور وہاں سے پیدل ہی ڈھڈیاں شریف روانہ ہوئے۔ مولانا مولا بخش نے اپنی خوش طبعی اور بذلہ سنجی سے سفر کو انتہائی خوشگوار بنائے رکھا۔ موسم بہت عمدہ تھا۔ مطلع ابر آلود اور ہوا ٹھنڈی تھی چنانچہ دو میل کا سفر گویا پلوں میں ختم ہو گیا۔

ڈھڈیاں شریف ایک قدیم گاؤں ہے جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے سیلاب کے باعث کئی دفعہ گر کر آباد ہوا۔ اصل گاؤں کے آثار اب بھی عین دریا کے درمیان ملتے ہیں۔ آبادی ایک ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اکثر مکانات کچے ہیں۔ سب سے پہلے پرائمری سکول کی مختصر سی عمارت ہے۔ اس کے بعد دینی مدرسہ ہے جس میں تقریباً ایک سو طلباء قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے اور حفظ و ناظرہ کرتے ہیں۔ قریب ہی ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد ہے اور اس سے ملحق جامن کے پیڑ کے قریب حضرت رائپوریؒ کی آخری آرام گاہ ہے جس کے اردگرد چار دیواری ہے مگر مزار مبارک اور اس کا صحن تمام تر کچا ہے۔ ہمارے عزیز مقدم مولانا عبدالوحید نے جو حضرت رائے پوری کے بھانجے ہیں نہایت تپاک اور محبت سے فرمایا۔ مولانا عبدالجلیل حضرت کے بھانجے بھی نہایت گرم جوشی سے ملے۔ کچھ دیر کے بعد ہم نے نہا کر سفر کی تکان دور کی۔ مولانا مولا بخش کے اصرار پر کھانا کھایا ابھی تک حضرت مولانا ندوی صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔ تقریباً ڈیڑھ بجے کاروں کا ایک قافلہ گاؤں کی طرف آتا دکھائی دیا۔ ہم سب لوگ مدرسہ کے طالب علم اور میزبان حضرت کے استقبال کے لئے باہر آگئے۔ ہماری طرح کے بے شمار عقیدتمند دور و نزدیک سے حضرت ندوی سے ملنے آپ کے ارشادات سننے کے لئے آئے ہوئے تھے حضرت ندوی کے ہمراہ آپ کے بھتیجے محمد الحسنی کے علاوہ اسحاق جلیس ندوی جو تعمیر حیات کے مدیر ہیں اور مولانا معین اللہ صاحب، نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی تھے۔ ان سب حضرات کا پرجوش استقبال کیا گیا اور ان کے لئے مدرسے کے برآمدے میں چارپائیاں بچھا کر ان پر اجلی چادریں ڈال دی گئی تھیں، جہاں تمام موجود حضرات سے مصافحہ کر کے حضرت ندوی تشریف فرما ہوئے اور عقیدتمند پروانوں کی طرح سمٹ آئے۔

آپ نے فرمایا کہ اول تو ٹرین ہی لیٹ تھی پھر سرگودھا اسٹیشن پر کمشنر صاحب مع عملہ استقبال کو موجود تھے۔ بے حد اصرار کر کے رہائش گاہ پر لے گئے اور چائے سے تواضع کی۔ کراچی اور اسلام آباد کے سفر اور وہاں کی مصروفیات نے بہت تھکا دیا تھا اور رابطہ کی کانفرنسوں میں تو شرکت ہوتی ہی رہتی ہے اصل مقصد تو ایک طویل عرصہ کے بعد حضرت رائے پوریؒ کے مرقد منور کی زیارت آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانا اور پرانی مجلسوں کی یاد تازہ کرنا ہے۔ تھکاوٹ کے باوجود ہم نے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ آرام و سکون تو ہمیں صرف حضرتؒ کے ہاں ہی ملے گا۔ چنانچہ آج صبح ہی سے ایک گونہ سکون میسر ہوا اور موسم بھی اتنا خوشگوار ہو گیا جس نے سفر کو آرام دہ بنا دیا۔

حضرت سید ابوالحسن ندوی کی عمر کوئی ساٹھ برس کی ہو گی۔ میانہ قد سفید کھلتا ہوا گندمی رنگ گٹھا ہوا جسم جس پر سفید براق کرتا پاجامہ خوب جچتا تھا۔ سر پر رامپوری ٹوپی پہنے مولانا محترم سادگی اور رعنائی کا مجسمہ لگ رہے تھے۔ پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آتے ہی سب سے پہلے نماز ظہر ادا کی گئی اور پھر کا کھانا کھا کر کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد حضرت رائے پوریؒ کے مرقد منور پر حاضری ہوئی۔ چٹائیوں پر آگے مولانا ندوی نہایت ادب و احترام کے ساتھ سر جھکائے دوزانو مرقد شیخ پر حاضر تھے اور ان کے پیچھے حضرت سید نفیس صاحب اسی انداز میں آنکھیں بند کئے تشریف فرما تھے۔ ان کے طفیل مجھ گناہگار کو بھی اس مرد قلندر کی بارگاہ میں خاک نشینی کی سعادت حاصل ہو رہی تھی۔ ایصال ثواب کے بعد خاموش بیٹھے کچھ ہی لمحات ہوئے تھے کہ یک وقت رقت طاری ہو گئی۔ پھر جو آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہوئی تو گویا اس نے دل پر جما ہوا شقاوت کا زنگ دھو ڈالا۔ اپنی گناہوں سے بھری زندگی کا خیال آیا تو دل سخت افسوس کرتا کہ اے کمبخت تو نے ساری عمر رائیگاں گذار دی تو ان نفوس قدسیہ کی محبت میں بیٹھنے کے لائق کہاں چل گستاخ یہاں سے دور ہو مگر شاید اللہ انہیں پاکیزہ نفس اور طاعت شعار بندوں کے صدقے میں بخش دے

ہم بداں را بخشند طفیل نیکاں
رشتہ واپس نہ دھد مرکہ گہری گرد

یہ لمحات حاصل زیست تھے۔ نماز عصر کے بعد مدرسہ کے صحن میں چارپائیاں ڈال دی گئیں اور نشست کا ایک اور دور شروع ہوا ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر گھرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ حضرت ندوی مدظلہ العالی کے گرد چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے عقیدتمند بصد شوق آپ کے تاثرات سن رہے تھے۔ ذوق و شوق سے میری نظریں آپ کے چہرۂ مبارک پر جمی ہوئی تھیں۔ اللہ اللہ اس پرنور چہرہ گفتگو میں ملائمت زبان میں سلاست نہایت شستہ اردو میں گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنے دورہ مشرقی پنجاب و ہریانہ کے تاثرات بیان فرماتے ہوئے کہا کہ

"بوڑیہ کے مولوی ظریف حسنین کی دعوت پر آپ نے پنجاب و ہریانہ کے بیشتر اضلاع کا دورہ گذشتہ ربیع الثانی میں کیا تھا جو علاقہ ۴۷ء میں مسلمانوں سے یکسر خالی ہو گیا تھا۔ الحمدللہ کہ مسلمان دوبارہ اپنے گھروں میں واپس آنے لگے ہیں۔ جو لوگ ہندو سکھ بن چکے تھے اب دوبارہ اسلام کے دامن میں آرہے ہیں۔ مسجدیں واگذار ہو رہی ہیں اور وہاں پانچوں وقت

اذان اور نماز ہوتی ہے۔ ہر جگہ آپ کی پذیرائی ہوئی اور ہر مقام کے لوگ نہایت عقیدت اور احترام کے ساتھ آپ کے جلسوں میں کثیر تعداد میں شامل ہوئے جن میں ہندو سکھ بھی شامل تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رائے پوریؒ کی عین خواہش کے مطابق دوبارہ یہ علاقہ اسلام کے انوار و برکات سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں سے بالکل خالی ہو جانے کا حضرت رائے پوریؒ کو بے حد قلق تھا کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ اگر صوفیاء کے طریق محبت و اخلاص سے غیر مسلموں کے تالیف قلوب کرکے انہیں اسلام کی دعوت دی جاتی تو تمام پنجاب اسلام کے دامن پناہ میں آسکتا تھا۔ چنانچہ اب بھی مسجدیں دوبارہ آباد ہو رہی ہیں۔ دورے میں مقامی ہندو اور سکھ بھی بے حد محبت و احترام سے پیش آتے بلکہ دعا اور جھاڑ پھونک کی درخواست کرتے اور مسلمان آئندہ سال بھی آنے کی دعوت دیتے۔ بہر حال دورہ بہت کامیاب رہا۔

آپ نے فرمایا کہ ہندو اور سکھ اپنے بچوں اور جوانوں سے کہتے تھے کہ دیکھو اصلی مسلمان ایسے ہوتے ہیں اور کہتے کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں ہمارا قصور نہ تھا۔ مغربی پنجاب سے شرنارتھی آئے تو وہ بے قابو ہو کر قتل و غارت کرنے لگے فرمایا کہ ہم سے کئی شرنارتھی بھی ملے اور کہا کہ ہم مسلمان ہو گئے تھے مگر مفسد لوگوں نے ہمارے اسلام پر یقین نہیں کیا اور ہمیں گھروں سے نکال باہر کیا۔ یہاں ایسی حرکتوں کا انتہائی سخت ردّعمل ہوا اور تمام پنجاب میں فسادات کی آگ پھیل گئی۔ آپ نے بتایا کہ جلسوں میں دور دراز کے مسلمان نکلا ناہن کالام خضر آباد چاچک کے لوگ آکر شامل ہوئے اور کئی لوگ دوبارہ مسلمان ہوئے۔ اس سفر کی پہلی قسط پندرہ روزہ تعمیر حیات میں چھپ چکی ہے۔

ایک بار ہزاروں کا مجمع تھا۔ بجلی چلی گئی اور کافی دیر کے بعد آئی۔ ایسے میں بڑے بڑے جلسے اکھڑ جاتے ہیں مگر اس دوران کیا مجال کہ لوگوں میں بے چینی اور اضطراب کی لہر پیدا ہوئی ہو۔ کئی گھنٹے وہیں بیٹھے رہے۔ یہ ان کے اخلاص اور دین سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مغرب کی اذان کے ساتھ یہ مجلس برخواست ہوئی۔

نماز کے بعد کھانا ہوا۔ اس گاؤں میں بعض بنیادی سہولتیں مثلاً بجلی سڑک وغیرہ ابھی تک نہیں پہنچیں۔ اس لئے رات کو لالٹین استعمال ہوتی ہیں مگر فیصل آباد کے حاجی اسماعیل اور حاجی ابراہیم کے دیندار صاحبزادوں نے بجلی کے جنریٹر اور قمقموں کا انتظام کر رکھا تھا۔ مہمانان خصوصی کے علاوہ حاضرین میں سے ہر شخص کسی نہ کسی طور حضرت رائے پوریؒ یا آپ کے سلسلے میں منسلک تھا۔ لوگوں کے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے اور دیگر مشغولیات میں ایک رکھ رکھاؤ اور سلیقہ تھا اور ہر موقعہ کے آداب ملحوظ خاطر تھے اکابر کے صحبت یافتہ افراد تھے۔ ہر شخص متشرع اور اخلاص کا مظہر تھا۔

عشاء کے نماز کے بعد شب خوابی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ کارکن ہر شخص کے لئے عمدہ بستر کا بندوبست کرتے پھر رہے تھے۔ مولانا عبدالجلیل نہایت اعلیٰ درجہ کے منتظم ہیں اور فن مہمانداری کے مسلم الثبوت ماہر۔ یہ منظر صرف یہاں ہی دیکھنے میں آیا کہ مریدین اور عزیز مریدان کے ساتھ اہم شخصیت جیسا برتاؤ ہوتا ہے ورنہ پیران کرام تو مریدوں کو خادم سمجھتے ہیں۔ دیگر تمام انتظامات نہایت عمدہ تھے۔ مہمانان خصوصی کھانے کے بعد آرام فرمانے کے لئے مولانا عبدالوحید صاحب کے کمرہ میں تشریف لے گئے۔

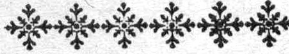
سونے سے پہلے سیدی و مولائی حضرت نفیس الحسینی نے میرے حال زار پر خاص کرم فرمایا اور مجھے قدموں میں بیٹھنے اور پاؤں دبانے کی اجازت فرمائی جو صرف میری دلداری کے خیال سے تھی اور کچھ دیر کے بعد نہایت شفقت اور محبت سے آرام کرنے کا حکم فرمایا۔

اگلے روز نماز فجر اور معمولات کے بعد ناشتہ کیا اور باہر برآمدے میں نشست ہوئی۔ اس بار سرگودھا گرمی کے معاملے میں جیکب آباد پر سبقت لے گیا اور درجہ حرارت ۱۲۳ درجے تک جا پہنچا تھا مگر اس وقت موسم نہایت ہی خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ اکثر لوگ اپنی ضروریات کے سلسلے میں ادھر ادھر مصروف تھے اور ہمیں چند لمحے حضرت ندوی کی خدمت میں حاضری کے میسر آگئے۔ حضرت شاہ نفیس نے خاکسار کا تعارف کرایا۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم تمہارے جد امجد حضرت قمیص قادری کے مزار مبارک واقع ساڈھورہ شریف (مشرقی پنجاب) میں حاضر ہوئے تھے اور واپسی پر قبلہ والد صاحب علامہ عبدالحئی لکھنوی کی نزہت الخواطر میں حضرت شاہ قمیص الاعظم کے حالات زندگی بھی پڑھے۔ ان دنوں وہاں عرس ختم ہوئے تین چار دن ہی ہوئے تھے۔ اس لئے کہ بزرگان دین وہاں موجود تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سید قمیص الاعظم قادری تو ہمارے اکابر کے مشائخ میں سے تھے اور بادشاہ ہمایوں سے آپ کا مکالمہ بھی ہوا تھا۔ اسی دوران سید نفیس شاہ صاحب نے فرمایا کہ کچھ احباب نے حضرت سید احمد شہید اکیڈمی قائم کی ہے اس کے لئے کوئی پیغام لکھ دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ پمفلٹ بہ عنوان (شہدائے بالاکوٹ) کا پیغام بطور پیغام شامل کر لیا جائے۔ حضرت مولانا سے اکیڈمی کے آئندہ پروگرام کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ نے ہر ممکن تعاون اور سرپرستی فرمانے کا یقین دلایا۔ اس کے بعد مولانا نے اپنی ہی تصنیف سوانح عبدالقادر رائے پوریؒ منگوائی اور کہیں کہیں سے پڑھنا شروع کی۔ ایک دو بار والہانہ انداز میں ترنم سے چند اشعار بھی پڑھے اور خود اپنی تخلیق سے محظوظ ہوئے گویا کوئی آئینہ ساز خود ہی اپنا شاہکار ملاحظہ کر رہا ہو۔ فرمایا کہ کئی جگہ تصحیح اور نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ کچھ دیر بعد مولانا تو بغرض آرام اندر تشریف لے گئے اور سید نفیس شاہ صاحب اپنے خادم کے ہمراہ دریائے جہلم کی طرف سیر کے لئے روانہ ہو گئے۔



امجد علی شاکر

تلخ و شیریں



ذکر ایک پی۔ ایچ ڈی صاحب کا

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک عدد قتل عمد کے ارتکاب سے بال بال بچا دیا۔ یہ درست ہے کہ بقائمی ہوش و حواس کوئی بھی شریف آدمی کسی ذی روح درحالیکہ وہ موذی نہ ہو کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا لیکن بعض اوقات اپنے آپ کو اس فعل قبیح سے باز رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی کچھ ہمارے ساتھ ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پچھلے دنوں ہم نے ایک عدد میڈیم سائز کے آدمی سے ذرا دراز قد اشتہار دیواروں پر دیکھے۔ خوبصورت کاغذ پر خوبصورت الفاظ اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ اب ہم اس کا مطالعہ کئے بغیر کیونکر رہ سکتے تھے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ایک عدد مولوی صاحب کہ جن کا نام نامی اور اسم گرامی کئی القاب کے جھرمٹ میں پوشیدہ تھا ہمارے شہر کی ایک مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ ان صاحب کا نام ایک قدیم مشہور بزرگ کے نام پر تھا اور انہوں نے غلطی سے ایم۔اے ایل ایل بی اور پی۔ ایچ ڈی کر رکھا تھا۔ یہ تحقیق نہ ہو سکی کہ واقعی ان صاحب نے یہ سب کچھ کر رکھا ہے یا اشتہار بازوں نے سب کچھ زیب داستان کے لئے اپنی طرف سے بڑھا رکھا ہے

ہم بھلا ایک عدد پی۔ ایچ ڈی اور فاضل مدینہ یونیورسٹی کی زیارت سے کیونکر محروم رہتے مگر پھر خیال آیا کہ نورانی میاں کے یہ پیروکار ممدوحین کو بانس پر چڑھانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں کہیں انہوں نے ستائش باہمی کے ضابطے پر ہی عمل نہ کیا ہو۔ ادھر بہت سی حکایات رنگین اور قصص دلنشیں ان صاحب کے بارے میں شہر میں کسی آوارہ گرد کی طرح گشت کرنے لگے۔ ہم نے سنا کہ ایک مرحوم بزرگ نے ان کی والدہ ماجدہ کو خواب میں ان کی پیدائش سے قبل ان کا نام اپنے نام پر رکھنے کا حکم دیا۔ ان کی پیدائش کے بعد انہوں نے پاس ادب کی خاطر ان کا نام غلام کے اضافہ کے ساتھ رکھ دیا تو ان مرحوم بزرگ نے دو چار مرتبہ ان کی والدہ ماجدہ کو خواب میں ڈانٹا، تب جا کر یہ صاحب ان بزرگ کے ہم نام بنے۔ ہم نے کئی لوگوں سے وضاحت چاہی کہ کیا وہ مرحوم بزرگ ان کے والد ماجد سے ناراض تھے جو ان سے نہ ملے؟ مگر ہمارے اس سوال کا جواب کسی صاحب سے بھی نہ مل سکا۔

جلسے والی رات ہم نے نفس کشی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے لئے بیداری شب گوارا کی اور جلسے میں جا پہنچے۔ وہاں نعت خوانوں نے ڈیرا جما رکھا تھا۔ ایک سے ایک بے سرا نعت خواں آتا اور اپنے گلے کے ساتھ "زیادتیاں" شروع کر دیتا۔ لوگ اپنے آپ پر جبر کر کے ان کی آواز سنتے رہے۔ جو لوگ تاب نہ لا سکے وہ جا کر سو رہے۔ نعت خوانوں کا سٹاک کم ہونے میں نہ آ رہا تھا۔ ادھر رات نصف کے قریب بیت گئی۔ اس وقت ایک تھرڈ ریٹ قسم کا مقرر تشریف لایا۔ قوالی کے انداز میں تلاوت کی۔ گویوں کے انداز میں شعر گائے اور خطاب شروع کر دیا۔ ان کا خطاب سن کر بہت سے لوگ تاب نہ لا سکے اور گھر کی راہ لی۔

بالآخر مہمان خصوصی تشریف لائے جن کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے۔ انہوں نے آتے ہی ایک عدد قصیدہ بہتان خود پیش کر دیا۔ ابھی ابتدائی مرحلہ نہ گزرا تھا کہ مجمع میں الوؤں کی آمد آمد کا شور برپا ہوا۔ معلوم ہوا کہ الو اس ویرانی سے لطف اندوز ہونے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ مقرر صاحب کی تقریر جاری تھی انہوں نے رٹے رٹائے فقرے اس خوبی سے ادا کئے کہ ہم ان کے حافظے پر عش عش کر اٹھے۔ انہوں نے دو چار آیات کا خود ساختہ ترجمہ جو کہ ان کا ذاتی ترمیم شدہ ایڈیشن تھا پیش کیا۔ مختلف فرقوں کے بزرگوں کی شان میں اپنی مخصوص "پاکیزہ اور شستہ و رفتہ زبان" میں ایسی گستاخیاں کیں کہ ہم ان کی دیدہ دلیری دیکھ کر حیرت میں غرق ہونے سے بال بال بچے۔

ان صاحب نے اتنی "خوبصورت" تقریر کی کہ کوئی ایسا رو بھی نہ سکے گا۔ بعض لوگ ان کی تقریر کے دوران رونے لگے۔ ہم نے پوچھا کہ "صاحب آپ کے دل میں کس بات پر رقت طاری ہوئی جو آپ نے یوں رونا شروع کر دیا؟" انہوں نے ہمیں ایک واقعہ سنایا جو ہم آپ کی ضیافت طبع کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔

ایک قاری صاحب پاکستان سے کسی دوسرے اسلامی ملک میں مظاہرۂ حسن قرأت کے لئے گئے۔ وہاں انہوں نے تلاوت کی تو لوگ رونے لگے۔ ایک صاحب نے رونے

زاویہ متفرقہ

شاکر بصیرپوری

تم شرابی ہو

ایڈیٹر ابن الوقت اپنی کرسی پر بیٹھا اخبار کی کاپی دیکھ رہا ہے۔ اخبار میں کوئی بات دیکھ کر ایڈیٹر آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ غصے میں منہ کف آلود ہو جاتا ہے۔ پاس بیٹھا ہوا ایک شخص اس کے چہرے کی جھاگ صاف کرتا ہے۔

ایڈیٹر (گھنٹی کا بٹن دباتے ہوئے) جلدی آؤ مسٹر ن (چنگھاڑتے ہوئے)۔

ن: (اندر داخل ہوتے ہوئے) فرمایئے جناب!

ایڈیٹر: یہ تم نے کیا کر دیا۔ غضب کر دیا۔ ایک شرابی کے نام کے ساتھ مرحوم لکھ دیا۔

ن: یہ تو ہم روزانہ ہی کرتے ہیں۔ ہم تو ہر روز ہی شرابیوں کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اور ہمارے [illegible] بھی۔ تو (ہکلاتے ہوئے رک جاتا ہے)۔

ایڈیٹر: (دھاڑتے ہوئے) وہ بات چھوڑو۔ یہ تم نے ابوالکلام کے نام کے ساتھ مرحوم کیوں لکھا۔ یہ تمہیں پتہ نہیں کہ وہ شراب پیتا تھا؟

ن: جی ... جی ... وہ تو عظیم عالم تھا اس نے تو ایک عظیم الشان تفسیر لکھی تھی۔ وہ کیسے شرابی ہو سکتا ہے اور پھر آپ کو کس نے کہا ہے کہ وہ شراب پیتا تھا۔ میرے خیال میں تو وہ شراب معرفت سے سرشار تھا۔

ایڈیٹر: بھاگ جاؤ تمہیں پتہ نہیں کہ مٹھائی نے ایسا ہی لکھا ہے۔ وہ بھلا غلط لکھ سکتا ہے۔

ن: جی وہ تو اپنے ہی کہنے کے مطابق عیاش اور اوباش ہے۔ وہ کیسے سچ لکھ سکتا ہے اور پھر وہ تو ہندو ہے جسے ہم روزانہ مکار ثابت کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی کوئی چال ہوگی مسلمانوں کو لڑانے کے لئے۔

ایڈیٹر: بھاگ جاؤ تمہیں آج سے نوکری سے چھٹی ہے۔

(ایڈیٹر گھنٹی بجاتا ہے۔ چپڑاسی اندر آتا ہے۔ چپڑاسی اور ایڈیٹر ابن الوقت متفرقہ زاویوں پر جھک جاتے ہیں۔ چپڑاسی مسٹر ن کو باہر لے جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب بڑے مزے سے پیگ چڑھاتے اور بے پروا ہو جاتے ہیں)۔

-:(○○○):-

آج کے اخبار روزنامہ ابن الوقت کے ایڈیٹوریل کا بڑا چرچا ہے۔ ایڈیٹر صاحب جمہوریت کے حق میں وہ دلائل لائے ہیں کہ سب لوگ پڑھ کر حیران ہو رہے ہیں۔ تمام غیر جمہوری نظاموں کا اپنے خاندانی اُسترے سے پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ ان کی جڑیں اپنی خاندانی قینچی سے کاٹ کر رکھ دی ہیں وہ لوگ جو یہ اخبار پڑھتے ہیں عش عش کر رہے ہیں۔ بعض لوگ معترض ہیں اس قدر تندی برتتے ہیں کہ مخالف کے منہ پر چھڑکاؤ ہو جاتا ہے۔ دفتر ابن الوقت میں بھی اس ایڈیٹوریل کا بہت چرچا ہے۔ ایک نو وارد نے تمام کارکنوں کو ایک چائے کی پارٹی پر اکٹھا کر رکھا ہے۔ اب سب لوگ جمع ہو جاتے ہیں)۔

میزبان: آپ جانتے ہوں گے کہ یہ چائے کی پارٹی میں نے کس غرض سے ترتیب دی ہے میرا مطلب ہے کہ ہم لوگ جس طرح اس وقت چائے پر اکٹھے ہیں اسی طرح اپنے مفادات پر بھی متحد ہو جائیں تو ہم اپنی مطالبے کی صورت میں انتظامیہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے دفتر کے مالک کس قدر جمہوریت پسند ہیں۔ ان کے آج کے ایڈیٹوریل سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہم لوگ متحد ہو کر یونین بنا لیں تو ہمارے مالک ہمارے مطالبات ماننے میں ہرگز تاخیر روا نہیں رکھیں گے۔ میں آپ کو دو بلیوں کا واقعہ نہیں سناتا کہ آپ نے یہ واقعہ دوسری جماعت کی کتاب میں پڑھ رکھا ہے۔ ایک بوڑھا اور سات بیٹے والا قصہ بھی آپ کو دادی اماں نے سنا دیا ہوگا۔ اس لئے ان واقعوں سے گریز کرتا ہوں۔ اتحاد پر بہت سی تشبیہات اور استعارات کا سٹاک میرے ذہن میں موجود ہے وہ بھی میں چھپائے رکھوں گا کیونکہ وہ پہلے سے ہی آپ کے ذہن میں موجود ہے لہذا بایں حالات آپ سب کو چاہیئے کہ آپ متحد ہو کر یونین بنائیں (تالیاں تالیاں)

ایک بوڑھا ورکر (جو اس تقریر کے دوران انگڑائیاں لیتا رہا ہے۔ اب انگڑائیوں کو فل سٹاپ لگا کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور تقریر شروع کرتا ہے)۔

"حضرات گرامی! میں نے اپنے نو وارد دوست کی تقریر سنی۔ میں نے اس سے قبل اسی مضمون کی اس سے زیادہ تقریریں اسی چائے کی میز پر سنی ہیں مگر وہ نشستند گفتند برخاستند بلکہ مقرر کی برخواست [illegible] یہ دوست تازہ [illegible] میرے

جانتے کہ ہمارے اخبار میں بعض لوگوں کو شرابی کہہ کر گالی دی جاتی ہے حالانکہ ہمارے اپنے لوگ شراب پیتے ہیں بلکہ مالکان بھی شوق فرماتے ہیں۔ ہم دوسروں کو بلیک میلر اور بلیک مارکیٹ کہہ کر گالی دیتے ہیں حالانکہ ان فنون لطیفہ میں ہماری مہارت برگزیدگی کی منازل عبور کر چکی ہے ہم ظالم حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہنے کا نعرہ بلند کرتے ہیں مگر ان سے ملاقاتیں بھی کرتے ہیں جو کہ راز و نیاز کی ہوتی ہیں۔ ہم جمہوریت کا نعرہ بلند کرتے ہیں مگر ہمارے اپنے ہاں اب تک یونین نہ بن سکی اس لئے آپ اس ارادے سے باز رہیں ورنہ کہیں اور نوکری کا بندوبست کریں۔

نئے ورکر (دبی آواز) یہ بوڑھا فقوطی ہے آج جمہوریت کا زمانہ ہے۔ آپ یونین بنائیں پھر رجسٹر کرائیں۔ پھر ہم مطالبے منوائیں گے۔ ہمارے مالک ہمارے ساتھ مصالحت کریں گے ضرور کریں گے۔

بوڑھا ورکر: اچھا بھئی میں تو چلتا ہوں مجھے مت شامل کیجئے۔ مجھے تو اپنی نوکری عزیز ہے (ایک دو تجربہ کار کارکن بھی ہمراہ ہوتے ہیں)۔

(نوجوان ورکر یونین بناتے ہیں اس کے بعد پروگرام طے ہوتے ہیں۔ آخر میں حلف وفاداری کی تقریب شروع ہوتی ہے کہ دروازے پر ایڈیٹر اخبار نمودار ہوتے ہیں۔ غصے سے لال پیلے بھویں تنی ہوئی ناک چڑھا ہوا اور آتے ہی ان تمام کارکنوں کی معطلی کے احکام ان کے سامنے پھینک دیتے ہیں۔

ایڈیٹر ابن الوقت (غصے سے) بھاگ جاؤ ہم اپنے اخبار میں آپ جیسے کارکن برداشت نہیں کر سکتے جو یونین بنائیں۔ تم پاکستان کے دشمن ہو۔ تم شرابی ہو۔ تم تم۔ تم (یہ تقریر بڑی دیر تک جاری رہتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے پی رکھی ہے)۔

بقیہ: ذکر ایک پی۔ایچ ڈی کا

کی وجہ دریافت کی تو وہ کہنے لگے کہ ہم اس بات پر رو رہے ہیں کہ ایک اسلامی ملک کا قاری کتنے غلط انداز میں تلاوت کر رہا ہے

مولوی صاحب کی تقریر ادھر لوگوں کا اٹھ کر جانا برابر جاری رہا۔ اگر مقابلہ کیا جائے تو اٹھ کر جانے والوں کا پلہ بھاری تھا۔ لوگوں کو جاتا دیکھ کر وہ اور ہم برابر پریشان ہو رہے تھے کہ اچانک ایک گولہ پھٹا۔ ہم نے ارد گرد دیکھا تو کسی گولے بلکہ گولی کے بھی اثرات یا آثار نظر نہ آئے تو ہم نے مقرر کے پیٹ کی طرف دیکھا جو پہلے سے ہی ہمیں پھٹتا معلوم ہوتا تھا مگر وہ بھی صحیح سالم تھے۔ بعد میں ایک صاحب نے یوں وضاحت کی کہ ان بزرگوار کا پیٹ تو دستر خوان پر پھٹا کرتا ہے سٹیج پر نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کا گلا پھٹ گیا ہے۔ ویسے تو پہلے بھی ان کے پاس لحن داؤدی نہ تھا مگر اب تو وہ اپنی خوش آوازی میں کوئے بلکہ انکر الاصوات کو بھی مات کر رہے تھے۔ یہ عالم دیکھ کر ہم پر عجیب رقت طاری ہوئی۔ ہم ان کے گلے کی تخریب مزید نہ دیکھ سکے اور با دیدۂ گریاں اور با قلب سوزاں واپس آ گئے مگر ان کی چیخ و پکار بہت بعد تک جاری رہی۔

نتیجہ: اس کہانی سے نتیجہ یہ نکلا کہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ کسی کو اس قسم کا پی۔ایچ ڈی نہ بنائے۔

بقیہ: ۲۱ اگست۔ یوم اقصیٰ

کر رہے ہیں انہیں وہ اسلامی ممالک جو تیل اور دوسری معدنیات سے مالا مال ہیں مالی زر سے مدد دیں تاکہ یہود کے پالنہاروں کی محتاجی سے چھٹکارہ حاصل ہو اور ان کے خلاف تحریک مزاحمت کو تیز تر کیا جا سکے۔

ہر سال یوم اقصیٰ منانے تقاریب اور مجالس منعقد کرنے سے قبلہ اول کو آزاد کرانے کی جانب کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوتی۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ ہر سال باہمی تعاون اور یہود کے کام ریڈیوں پر دباؤ بڑھتا جائے تاکہ وہ جنگ یا امن کسی بھی صورت میں قبلہ اول کو آزاد کرنے پر مجبور ہو جائیں یا کر دیئے جائیں۔ بصورت دیگر مسلمان تا روز قیامت بھی قبلہ اول کو آزاد نہ کرا سکیں گے اور سامراجی عزائم قبلہ اول سے آگے عرب اور پھر [illegible] وسطی ایشیا تک مسلمان ریاستوں کو تہ تیغ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔

بقیہ: شمس شمس ہے

گا کیونکہ ٹیپ پر پابندی کے بعد پیدا ہونے والے خلا کو جمعیۃ علماء اسلام نے منظم اور مسلسل جدوجہد کے ساتھ کافی حد تک پر کر لیا ہے جبکہ این۔ڈی۔پی بلوچستان میں ابھی تک اپنے لئے عوام میں جگہ حاصل نہیں کر سکی۔

حافظ حسین احمد نے کہا بدلتے ہوئے سیاسی حالات کی روشنی میں جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کا کردار بھرپور طور پر ادا کرنے کے لئے تیار ہے اور آنے والا وقت ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرے گا کہ جمعیۃ علماء اسلام ہی بلوچستان کی سب سے بڑی اور مستحکم سیاسی قوت ہے۔

افطار پارٹی میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی اور جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ظفر یسین بٹ کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ طلباء اسلام کے مقامی راہنماؤں اور کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس سے قبل حافظ حسین احمد نے مولانا زاہد الراشدی کے ساتھ ملک کی تازہ ترین صورتحال اور بلوچستان جمعیۃ کے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

مضمون نگار حضرات

سے گذارش ہے کہ مضامین کاغذ کے ایک طرف اور خوشخط تحریر کریں۔ (ادارہ)

م۔ الف ملتانی



غیر جماعتی بلدیاتی انتخاب ۔ کارِ بے خیر

وفاقی وزیر بلدیات چودھری ظہور الٰہی نے گذشتہ دنوں اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ بلدیاتی انتخاب اس سال دسمبر میں ہوں گے۔ یہ انتخاب غیر جماعتی بنیادوں پر ہوگا اور اس کے لئے نئی حلقہ بندی اور نئی فہرستوں کی ضرورت نہیں۔ ۵ مارچ ۷۷ء میں استعمال ہونے والی انتخابی فہرستیں کافی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخاب کو پہلے کرانے کا مقصد عام انتخابات کو ٹالنا ہرگز نہیں ہے۔ میں ایک سیاستدان کی حیثیت سے عام انتخابات کا پوری طرح حامی ہوں تاہم ان کے لئے بلدیاتی انتخابات بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے انکا انعقاد پہلے ضروری ہے۔"

وزیر صاحب موصوف اب وزیر با تدبیر ہو چکے ہیں۔ گذشتہ دنوں ملتان کے دورے پر بھی آئے اور بارش سے متاثرہ علاقہ کا دورہ کیا اور متاثرین کو تسلیاں بھی دیں گویا ؎

وزیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

سُنا ہے کہ انہوں نے اپنے ماتحت عملے کو بھی نماز کی پابندی کے لئے اہتمام کرنے کو کہا ہے۔ ہماری بھی ان کے لئے دعا ہے

؏ اللہ کرے زورِ وزارت اور زیادہ

مسلم لیگ نے وزارت کے حصول میں جس طرح ہاتھ کی صفائی سے کام لیا ہے وہ قومی اتحاد اور دیگر کسی سیاسی حلقے سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بہرحال ان کا کیس پی۔ این۔ اے میں قابلِ غور ہے خدا کرے جلد فیصلہ ہو۔

حصول وزارت کے بعد جہاں ان کے اور پی۔ این۔ اے کے درمیان اختلافات پیدا

چوہدری صاحب سے نالاں ہیں یا اظہار افسوس کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ چوہدری صاحب سے ناراض ہونے کی بجائے انہیں کوئی ایسی وزارت دلا دیں جس کا تعلق آپ کے پسندیدہ محکمے سے ہو اور اس طرح اپنی پیدا شدہ شکایات کا با آسانی ازالہ کرائیں اس میں چوہدری صاحب موصوف کا قصور نہیں وہ بری الذمہ ہیں

سردست یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہ انتخاب دسمبر میں ہو بھی سکے گا یا اس میں مرحلہ وار وہ مجبوری حائل ہوگی جو ۱۸ اکتوبر ۷۷ء کے لئے حائل ہوئی تھی اور عین ممکن ہے دسمبر سے کچھ قبل حالات ایسے نہ رہ سکیں جو انتخاب دسمبر میں ہو سکے کیونکہ انتخاب کے لئے مناسب وقت ضروری ہے اور بقول شخصے "حکومت کے لئے کبھی مناسب وقت نہیں آیا کرتا۔"

بہرحال بلدیاتی انتخابات دسمبر میں ہوں گے۔ اوّل تو یہ غیر جماعتی ہوں گے ظاہر بات ہے کہ اس انتخاب سے مقصود عام انتخابات کے لئے بنیاد فراہم کرنا ہوگی۔ غیر جماعتی انتخاب اور جماعتی انتخاب کے درمیان جو بعد اور فاصلہ ہے اس کے پیش نظر یہ باور کرنا کوئی مشکل امر نہیں کہ یہ انتخابات آئندہ انتخابات کے لئے بنیاد فراہم نہیں کر سکیں گے، اور یہ تجربہ ایک کارِ بے خیر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھے گا اور پھر غیر جماعتی انتخاب اگر کوئی ایسی ہی "اکسیر" ہے تو اسی نسخہ کو عام انتخاب کے لئے بھی اٹھائے رکھیں اور وقت ضرورت کام میں لایا جا سکے۔

یہ بات بھی محل غور ہے کہ یہ انتخابات ہوئے اور حکومت میں رہتے ہوئے اور ہوں گے وہ ایک ظاہر بات ہے۔ اگر جاہ و منصب کا اتنا فرق بھی نہ پڑے تو پھر "درویشی" میں اور وزارت میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟ اس لئے اب وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یا مستقبل میں کہیں گے وہ بعید از قیاس نہیں ہے۔ جس طرح ہر مکتبِ فکر سے ایک خاص فکر ہی نشوونما پاتا ہے اور اپنے مخصوص اثرات کو آگے پھیلانے کی کوشش کرتا ہے تو سیدھی سی بات ہے کہ جو بات اقتدار کے حصول سے پہلے ہونے والا وزیر کہتا رہا ہو اور بعد میں بھی وہی کہے تو لوگوں کو کیسے علم ہو کہ یہ راہ راست پر ہی چلنے والا وزیر ہے یا پھر گمشدگی کا اعلان کیا جائے۔ اس لئے اب حکومت میں شامل ہونے والے سبھی لوگوں کے لئے سمجھنے میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں کہ عام انتخابات بھی نہیں کرائے جا سکتے کہ حالات ہی درست نہیں۔ سیاسی پابندی بھی نرم کرنا عقل و دانش کے خلاف ہے اور دیگر بہت سے امور ——

بنابریں چوہدری صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں چوہدری صاحب موصوف کی ہم سمجھتے ہیں ذاتی دلچسپی اتنی نہیں جتنی کہ "وزارت بلدیات" کے منصب کی مجبوری ہے۔ ہم پوچھ سکتے ہیں عوام سے اگر چوہدری صاحب کی جگہ خدانخواستہ کوئی اور وزیر ہوتا سیاسی یا غیر سیاسی۔ وہ بھی یہی کہتا کہ بلدیاتی انتخابات اس سال دسمبر میں ہوں گے تو اس لئے جو ہمارے احباب مارچ ۷۷ء کی انتخابی فہرستوں کے مطابق ہوں گے۔ مارچ ۷۷ء کی انتخابی فہرستوں میں بھٹو حکومت نے کیا کچھ گل کھلائے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ہزاروں ووٹروں کے نام اس میں درج نہیں جو اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکیں اور ان کی محرومی اسی طرح ہوگی جس طرح ۷ مارچ ۷۷ء میں ہوئی۔ بھٹو دور میں انتخابی فہرستوں پر اعتراض کرنے والے قومی اتحاد کے لیڈروں بشمول چوہدری صاحب بھی اعتراضات کئے تھے کہ اس انتخابی فہرستوں میں قومی اتحاد کے زیادہ تر ووٹروں کے نام درج نہیں کئے گئے اور پیپلز پارٹی کے بیشتر جعلی ووٹ بھی اس میں درج ہیں۔ ان محروم رائے دہندگان کے لئے چوہدری صاحب

"ایڑی چوٹی کا زور" لگایا کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ حکومت بدل چکی ہے اور خود وزیر بھی جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔ عوامی تبدیلی کیا رونما ہوئی ہے؟ وزارتوں اور مناصبوں کے حد تک تبدیلی تو سمجھ آتی ہے لیکن بھٹو دور کے وزراء کے لئے یہی فہرستیں قابل قبول و اعتماد تھیں۔ آج بھی جنرل ضیاء الحق صاحب کے وزراء کے لئے وہ قابل قبول ہیں اور ان محروم رائے دہندگان کے لئے آج بھی کوئی علاج نہیں ہے جس طرح کل بھٹو دور میں وہ محروم تھے۔ دونوں دور کے وزراء کی پالیسی میں تبدیلی کی بجائے یکسانیت نظر آتی ہے۔ اب یہ چوہدری صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ اس منطق کو سلجھائیں کہ "قرطاس اسود" میں یہ فہرستیں کس زمرے میں آتی ہیں اور ہم ان فہرستوں کو بنیاد بنا کر آئندہ عام انتخابات میں مثبت نتائج کی امید باندھے ہوئے ہیں۔ قربان ان کی سادہ لوحی پر۔

۱۸ اکتوبر ۷۷ء کے عام انتخابات کے ملتوی ہونے کی پوری پوری ذمہ داری مسلم لیگ پر عائد ہو چکی ہے۔ کیا مسلم لیگی حلقے یہ بتانا گوارا کریں گے کہ اگر موجودہ فہرستیں کسی بھی انتخاب کے لئے قابل قبول ہو سکتی ہیں تو پھر مارشل لاء کے طویل سائے سے بچنے کے لئے یہ فہرستیں قابل قبول نہیں ہو سکتی تھیں؟ بلدیاتی انتخاب کے لئے موجودہ فہرستوں کو قابل قبول ٹھہرانے کی بجائے اگر مارشل لاء کی طوالت سے بچا جاتا تو کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوتا۔ ملک کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا اور جمہوریت کا عمل جاری ہو سکتا۔

نیز یہ بات محل غور ہے کہ ان فہرستوں کو تیار ہوئے ایک عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کے بعد جو لوگ رائے دہی کے حق کے لئے قانونی طور پر حقدار ہو چکے ہیں ان کا آخر کیا قصور ہے جو ان کو بلدیاتی انتخاب میں رائے دہی کے حق سے محروم رکھا جائے۔

پھر تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران سب سے اہم مطالبہ عام انتخابات کے انعقاد کا تھا۔ اگر قومی حکومت میں چند افراد وزارتوں کے مناصب قبول کر کے کرسیوں پر متمکن ہو جائیں اور عام انتخاب سے قبل بلدیاتی انتخاب کی طرح ڈال دیں اور تحریک کے دوران عوام کو جو یہ سبق دیا جاتا تھا کہ عوامی حقوق بحال ہونے چاہئیں جبکہ بھٹو بھی وزیر اعظم تھا اور حالات سنگین تھے انتخابات کے لئے اتنی راہ ہموار نہ تھی جتنی کہ آج ہے تو کیا وہ مطالبہ آج پورا ہو چکا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ عوام آج بھی وہاں ہیں جہاں سے وہ کل چلے تھے اور شائد وہ تو خون کے نذرانے دیتے ہوئے بہت آگے بڑھ چکے تھے مگر اب پھر شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کو پیچھے کی طرف جانے پر مجبور کرنا کون سی عوامی خدمت ہے؟ کم از کم یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ عوامی ردعمل اس کے خلاف ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے لکھنے سے "ہونے" نہیں رنگ سکتی اور رنگے بھی تو سننے والے کان نہ ہوں، تو کیا کیا جائے۔ دریچہ دل ہی بند ہو تو اس کا علاج ــــ؟ کیا یہی وزراء کل خود عام انتخابات کا مطالبہ نہیں کرتے تھے؟ آج وہ اس مطالبہ سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ یہی لوگ کل سبق دیتے تھے کہ عوام کے حقوق کا تحفظ عام انتخابات میں ہے تو آج پھر کیوں کر عوامی حقوق کا تحفظ یکدم بلدیاتی انتخابات میں پناہ گزیں ہے۔ عوام کا تو نہیں البتہ "خواص" کا تحفظ ضروری ہے تاکہ تاریخ کی گذشتہ غلطیوں سے اس کی کڑی مل سکے۔

"قرطاس ابیض" منظر عام پر آچکا ہے۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ رائے عامہ پر وہ اس نوعیت سے اثر انداز ہوا ہے کہ بھٹو ازم کو لوگ بھول چکے ہیں پھر کیوں عام انتخابات کا اعلان نہیں کیا جاتا۔ اور اگر اس میں وہ پذیرائی نہیں جو حکومت کو عوام سے متوقع تھی تو پھر کسی اور قرطاس ابیض کی تیاری کریں۔ یاد رکھئے کہ عوام اب ان طفل تسلیوں سے نہیں بلکہ اپنے حقوق کی بازیابی سے مطمئن ہو سکیں گے جس کے لئے کوئی لائحہ عمل پیش کیا جانا از حد ضروری ہے، بصورت دیگر کسی انتخاب کی ضرورت نہیں اور فقط مارشل لاء ہی کافی ہے" جو بصورۃ ماشاء اللہ نافذ ہے"۔

پی۔ این۔ اے اور پیپلز پارٹی کی طرف سے جمعیۃ علماء پاکستان اور تحریک استقلال کی طرف سے بلدیاتی انتخابات کی تجویز مسترد کر دی گئی ہے اور یہ سیاسی جماعتیں بائیکاٹ تک سوچنے پر مجبور ہیں۔ یہ درست ہے کہ یہ انتخاب غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے لیکن بہر حال ان جماعتوں کے افراد اگر اپنا حق رائے دہی استعمال نہیں کرتے تو یہ انتخابات اپنے مجموعی فوائد سے یکسر محروم ہوں گے اور سیاسی سرگرمیاں ہی جب معطل ہوں گی تو پھر یہ سوانگ رچانے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟

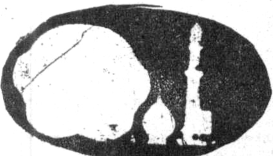
اسی انداز فکر سے مارشل لاء اور اس کی حمایت کرنے والی جماعتوں کے درمیان اعتماد مجروح ہو جائے گا اور مخالف عناصر ایک نکتہ کے اتفاق کی وجہ سے بھی باہم قریب ہو جائیں گے، جو مارشل لاء حکومت کے لئے نیک فال ہوگا اور نہ ہی بھٹو ازم کے خاتمہ کے لئے حکومت کی کوششیں بار آور ثابت ہوں گی۔

پاکستان کے دوسرے دونوں صوبوں سرحد، بلوچستان میں بھی اس کا ردعمل اچھا نہیں ہوگا اور مستقبل میں حالات ایک مرتبہ پھر غیر یقینی کا شکار ہو سکتے ہیں، اس لئے حکومت سے عوام جو مطالبہ کرتے ہیں اس کام کا ہونا یعنی عام انتخابات کا جلد از جلد انعقاد ضروری ہے۔

اور انتخابی فہرستیں کم سے کم عرصہ میں تیار کر کے اس بیل کو منڈھے چڑھایا جائے اور اقتدار عوام کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے۔

چوہدری صاحب موصوف آج اسی انداز سے بلدیاتی انتخابات کی بات کر رہے ہیں جیسے انہوں نے از خود جنرل صاحب کو یہ تجویز پیش کی ہو اور جنرل صاحب نے ان کی رائے پر عمل کیا ہو اور چوہدری صاحب موصوف (سابقہ منسٹر پنجاب) خوش ہیں کہ

رائے بو علی با رائے من موافق گردید



عبدالستار ستاری

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی سیاسی زندگی

۱۸۵۷ء کے بعد عالم اسلام کی آزادی اور برصغیر پاک و ہند سے انگریزوں کو نکالنے کی ہمارے بزرگوں نے جو تحریک شروع کی تھی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں کی آخری یادگار تھے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمر پائی جو روز اول تا آخر مسلمانوں کی دینی علمی خدمت اور عالم اسلام اور برصغیر کی جدوجہد آزادی میں گزری۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابقت اور تقوی اور ایثار کا اس دور میں بہترین نمونہ تھی اور خاص طور سے ان کی بے نفسی اور للٰہیت ہر شخص کو جسکا بھی ان سے سابقہ پڑتا تھا بے حد متاثر کرتی تھی چنانچہ وہ لوگ جو ان کی سیاست سے متفق بھی نہ تھے وہ بھی انکا احترام کرتے تھے۔

ہمارے وہ بزرگ اور اکابر جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے فوراً بعد ہی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور وہ جو اس کے ابتدائی دور میں وہاں سے فارغ التحصیل ہوئے انہوں نے درحقیقت برصغیر میں انگریزوں کی حکومت کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اس کو ایک غاصب حکومت سمجھتے رہے۔ نہ تو اس سے انہوں نے تعاون کیا اور نہ اس سے کسی قسم کی مدد چاہی' نہ ہی اس کی پیش کش کو کبھی قبول فرمایا۔ وہ شروع سے ہمیشہ اسی فکر میں رہے کہ اس اجنبی غاصب حکومت کو یہاں سے بے دخل کریں، جو نہ صرف برصغیر کے عوام کو اپنے آہنی قبضے میں دبوچے ہوئے ہے بلکہ سارا عالم اسلامی اس سے نالاں ہے اور اس کی آزادی ہر لمحہ خطرہ میں ہے۔ ان اکابر نے کبھی بھی انگریز سے مصالحت نہ کی۔ ان میں سے جو حجاز کو ہجرت کر کے تشریف لے گئے وہ وہاں اس کی مخالفت کرتے رہے۔ جو سرحد پار پٹھانوں کے علاقوں میں جا کر پناہ گزیں ہوئے انہوں نے وہاں سے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور باوجود کمزور، بے سہارا اور تہی دست ہونے کے انگریزوں کے خلاف لڑتے رہے۔

اس کے علاوہ اس دور میں خود برصغیر کے اندر کسی گوشے سے انگریزوں کے خلاف جو بھی تحریک اٹھتی اور اس کا مقصد انگریزوں کو اس ملک سے نکالنا ہوتا تو یہ بزرگ اس تحریک کے دل سے حامی ہوتے اور اگر ممکن ہوتا تو عملاً بھی اس سے تعاون کرتے۔ اصل میں ان بزرگوں کا عقیدہ یہ تھا اور اس بات پر وہ متواتر ایمان لاتے آرہے تھے کہ اگر برصغیر سے انگریز نکلا تو اس سے صرف یہاں کے دس کروڑ مسلمانوں اور بیس کروڑ غیر مسلموں کی غلامی ختم ہو گی بلکہ پورا عالم اسلام انگریزی استعمار اور یورپی سامراج سے نجات پا جائے گا اور اس کے بعد اسلامی اور ایشیائی ممالک کا ایک نیا دور جو ان کے اقبال و شوکت کا دور ہو گا یقینی طور پر شروع ہو گا۔ حال کے واقعات نے انہی بزرگوں کی اس پیشین گوئی کو حرف بحرف صحیح ثابت کر دیا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح جنہیں ان کے عقیدتمند شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچی حضرت الشیخ کے گرامی قدر لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کے اسی مکتب فکر سے متعلق رکھنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے استادوں سے یہ درس حق لیا اور اسے بچپن ہی سے حرز جاں بنایا، بلکہ ایک لحاظ سے یکے از ایمانیات کا درجہ پایا اور پھر ساری عمر اس پر عمل کرتے اور اسی کے لئے تکلیفیں سہتے گزار دی۔ اور یہ سب کچھ کسی ذاتی یا سیاسی غرض کے لئے نہیں کیا اور نہ اس سے ان کا مقصد کوئی سیاسی مقام یا اثر ورسوخ حاصل کرنا تھا۔ وہ اس دنیا میں بالکل درویشوں کی طرح بے حد سادہ زندگی گزارتے تھے۔ جب حکومت ان کے مخالفوں کی تھی۔ اسی طرح آزادی کے بعد جب مسندِ اقتدار پر ان کے رفیق کار اور ساتھ جدوجہد کرنے والے آئے تو وہ ایسے ہی دارالعلوم میں درویشوں کی طرح رہتے اور طالبعلموں کو درس دیتے رہے۔ گویا جہاں تک ان کی ذات کا تعلق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جدوجہد میں جو حصہ لیا تو اسے ایک دینی فریضہ سمجھ کر حصہ لیا کیونکہ ان کے نزدیک دین اسلام کا ایک تقاضا غلامی سے ابا اور آزادی کے لئے جدوجہد کرنا تھا۔

حضرت مولانا رح اترپردیش کے ضلع اناؤ کے ایک گاؤں میں ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دیوبند میں پائی اور وہیں حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں انہیں زانوئے تلمذتہ کرنے کی سعادت ملی۔ حضرت شیخ الہند اپنے وقت میں اس تحریک کے رکن رکین بلکہ مرکز تھے جسکا ذکر شروع میں کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا شیخ الاسلام نے علم دین کے ساتھ ساتھ اسی زمانہ میں اجنبی غلامی سے نفرت اور اور انگریز کو نکالنے کی جدوجہد میں حصہ لینے کا سبق حضرت شیخ الہند رح سے لیا اور دونوں کی تلقین اور دونوں پر عمل کرنے میں عمر بھر یکساں کوشاں رہے۔

برصغیر کی جدوجہد آزادی میں شیخ الہند رح کا بہت بڑا حصہ ہے۔ وہ گو علماء کے پرانے مکتب فکر کے نمائندہ تھے لیکن انہوں نے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سے پہلے اور بعد ایک طرف علی گڑھ کالج کے فارغ التحصیل نوجوان جیسے مولانا محمد علی' مولانا حسرت اور مولانا شوکت علی اور ان کے ساتھیوں سے اور دوسری طرف مولانا ابوالکلام آزاد رح اور ڈاکٹر انصاری رح سے روابط قائم کئے اور

تمام نئے اور پرانے خیال کے آزادی خواہ اور انگریز دشمن مسلمانوں کا ایک متحدہ محاذ بنا جس کا عملی مظاہرہ ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء کی تحریک خلافت میں ہوا جو برصغیر کی جدوجہد آزادی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولانا اس نادرہ روزگار استاد سے دینی اور سیاسی دونوں لحاظ سے کسب فیض کرنے کے بعد حجاز تشریف لے گئے اور وہاں مدینہ منورہ کے دار الحدیث میں تعلیم و تدریس دینے لگے۔ یہ ۱۹۱۴ء کے کچھ پہلے کا زمانہ ہے۔ اس وقت سرزمین حجاز پر ترکوں کی حکومت تھی جو طلعت، انور اور جمال کے زیر اثر انگریزوں کی روز بروز مخالف ہوتی جا رہی تھی اور ادھر برصغیر میں مولانا محمد علیؒ کا "کامریڈ" اور "ہمدرد" اور مولانا آزادؒ کا "الہلال" اور مولانا ظفر علی خانؒ کا "زمیندار" اور طرابلس اور بلقان اور مچھلی بازار کے کانپور کے ہنگامے "اسلامی ہند" کی فضا کو انگریز دشمنی کی طرف بڑی تیزی سے لا رہے تھے۔ عین اس وقت ۱۹۱۴ء کی جنگ شروع ہو گئی جس کی وجہ سے ترکوں اور انگریزوں میں آپس میں ٹھن گئی۔ مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا آزاد اور مولانا حسرت نظر بند کر دیے گئے اور ترکوں کے حق میں زبان کھولنا .... ناممکن ہو گیا۔

برصغیر کی اس دور کی آزادی خواہ اسلامی قیادت اس جنگ میں ترکوں کی مدد کرنا چاہتی تھی اور اسے عالم اسلام کی آزادی بلکہ خود اسلام کی بقا کے لئے ضروری سمجھتی تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے حضرت شیخ الہندؒ خود حجاز تشریف لے گئے اور اپنے ایک عزیز شاگرد مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو کابل بھیجا۔ ارادہ یہ تھا کہ حجاز میں رہ کر ترکوں کی مدد سے کابل کے محاذ کو مضبوط کیا جائے اور ادھر ہندوستان میں انگریز قوت پر دباؤ پڑے تاکہ ترکوں کو کچھ آسانی ہو جائے لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ شریف حسین اور اس کے بیٹے انگریزوں سے مل گئے۔ حجاز میں ترکوں کے خلاف بغاوت ہو گئی اور انگریز جنرل ایلن بی نے فلسطین اور شام پر پیش قدمی کر دی۔

شریف حسین نے حجاز کا "آزاد" حکمران بنتے ہی حضرت شیخ الہندؒ کو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا جنہوں نے انہیں اور مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مالٹا بھیج دیا۔ جنگ کا باقی زمانہ ان دونوں بزرگوں کا مالٹا میں گزرا جہاں انہیں بڑی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں جن کی وجہ سے حضرت شیخ الہندؒ کی طبیعت بالکل خراب ہو گئی۔

جنگ کے بعد جب دونوں "اسیران مالٹا" رہا ہو کر وطن لوٹے تو یہاں خلافت اور ترک موالات کی تحریک شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ اپنے نامور استاد کے ساتھ مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی شریک ہو گئے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی زندگی نے تو زیادہ وفا نہ کی اور وہ ایک سال کے اندر ہی مالٹا کے زمانہ اسیری کے عوارض کی نذر ہو گئے لیکن مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ ۱۹۲۱ء میں کراچی کے خالق دینا ہال میں مولانا پر بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا جس میں ان کے علاوہ مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو وغیرہ بھی ماخوذ تھے اور انہیں تین سال کی قید سخت کی سزا دی گئی۔

قید کاٹنے کے بعد مولانا درس و تدریس میں لگ گئے اور انہوں نے باقی ساری زندگی اس نیک کام میں گزار دی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انگریز کے خلاف اس طویل عرصے میں جو بھی جدوجہد ہوئی وہ اس میں برابر شریک ہوتے رہے اور ایک سے زیادہ بار جیل میں گئے اور کبر سنی کے باوجود جیل کی تمام تکلیفیں خندہ پیشانی سے جھیلیں۔ اس برصغیر میں مولانا کے مریدوں، شاگردوں، نیازمندوں معتقدین کی جتنی بڑی تعداد ہے شاید ہی اس دور میں کسی اور عالم دین اور صاحب تدریس بزرگ کی ہوگی اور ان کو اپنے مرحوم استاد اور مرشد سے جس طرح پُر خلوص اور

غدار نوابوں نے سازش کر کے علماء کو قتل کرایا اور جاگیریں حاصل کیں۔

مدارس اور مساجد کی جگہ اصطبل بنائے گئے۔

دارالعلوم دیوبند ایک مکتبِ فکر ہے، ایک تحریک ہے اور دین کی دعوت کا مرکز
باطل فرقوں کا رد بھی اعتدال سے کیا جائے۔ مولانا سید اسعد مدنی

ایشیائی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لئے جہاں اسلامی ممالک سے مندوب آئے۔ پڑوسی ملک بھارت سے بھی ممتاز علماء کرام تشریف لائے۔ ہم مکتب اور ہم مسلک ہونے کے رشتہ سے ملک بھر سے ایسے لوگ بھی کراچی آئے جو اپنے اکابر کی ایک جھلک دیکھنا چاہتے تھے۔ لوگوں کے اشتیاق کے پیش نظر کراچی میں بے شمار ایسی مجالس منعقد ہوئیں جس میں مولانا ابوالحسن ندوی اور مولانا سید اسعد مدنی نے خطاب کیا ہمارے نمائندہ خصوصی نے ایک تقریب کی رپورٹ مرتب کی ہے۔ "ادارہ"

جامعہ فاروقیہ کراچی میں خطاب:

مولانا سید اسعد مدنی حسب پروگرام آئے تو جامعہ فاروقیہ کے مہتمم حضرت سلیم اللہ خان نے خیر مقدم کرتے ہوئے کہا آپ خلف الرشید ہیں۔ اور صحیح جانشین ہیں۔ آپ کی تشریف آوری پر اپنے جذبات اور احساسات بیان سے قاصر تصور کرتا ہوں۔ آپ تشریف لائے ہم دعا کرتے ہیں کہ خلق خدا کو مستفیض ہونے کا موقع ملے۔ آپ کا سایہ عاطفت تا دیر سلامت رہے۔ میں خوش کتا ہوں جامعہ فاروقیہ کی طرف سے بھی معزز مہمانوں کی طرف سے بھی اور اہالیان کراچی کی طرف سے بھی۔ اگر میں یہ کہوں کہ عوام کے جذبات کا احساس اس تھوڑے سے قیام سے نہیں ہوگا۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ آپ کی صحبت اختیار کرے، آپ کے خیالات سنے اور مستفیض ہو۔

مولانا اسعد مدنی:

بزرگو اور بھائیو! میں کوئی واعظ یا مقرر نہیں۔ یہ فن نہ کبھی سیکھا نہ آتا تھا۔ مولانا کا حسن ظن ہے میرے متعلق تعریف کے نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ میں اپنے آپ کو اس لائق تصور نہیں کرتا۔ میں کسی بھی تعریف کا مستحق نہیں۔ اس کا بھی اہل نہیں۔ مولانا سلیم اللہ خان نے بارہا مجھے لکھا کہ دارالعلوم دیوبند کے سلسلہ میں جلسہ کرنا چاہتے ہیں، مجھے شریک ہونا چاہیئے۔ سوچا آپ کی حکومت مجھے ویزا دے گی۔ اتفاق سے ایشیائی کانفرنس پرویزے کی صورت ہوئی۔ ہم لوگ حکومت پاکستان کے مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم کے سلسلہ میں ہی کچھ عرض کردوں۔ تقریر تو نہ کی جاسکتی ہے اور نہ اس مجلس کا مقصد کوئی جلسہ یا خطاب ہے۔

حقیقت میں ہندوستانی مسلمانوں کی بادشاہت کا آخری دور۔ قوت اور سیاسی لحاظ سے انحطاط کا دور تھا۔ سازشیں اور غلط جذبات ابھرے۔ اخلاق ختم ہوا۔ دینی رجحان کم ہوا۔ صحیح دین۔ صحیح علم۔ کتاب وسنت مفقود ہوا۔ اسلام چند رسوم کا نام رہ گیا۔ جاہل قسم کے افراد بڑے بڑے دینی مناصب پر براجمان تھے۔ بے وقار جہل مطلق ان پڑھ لوگ دین کے مدعی بن بیٹھے۔ دینی معاشرہ ختم ہوتا جارہا تھا۔ طوائف الملوکی تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس پوری صورتحال کو دیکھا۔ اصلاح کی صورت نظر نہ آئی۔ بہت غور وفکر کے بعد ہندوستان سے سفر کیا۔ حرمین شریفین پہنچے۔ قرآنی علوم، تفسیر حدیث کو حاصل کیا۔ لوٹ کر کتاب وسنت کے علوم کو جاری کیا۔ فارسی میں ترجمہ کیا تو جاہلوں نے اختلاف کیا اور کہا کہ اللہ کے کلام کی توہین کرتے ہو۔ فارسی جو زبان بازاروں میں بولی جاتی ہے۔ بچے اور بڑے سبھی اسے بولتے ہیں قرآن پاک کا اس عام زبان میں ترجمہ بے ادبی ہے۔ جرم ہے اور ولی اللہ واجب القتل ہے۔ اسی طریقے سے ہر معاملہ میں اُن کو تکالیف اٹھانی پڑیں۔۔

سیاسی اعتبار سے:

زوال کے جو اسباب ہیں ان کا تجزیہ کیا اور ایک انقلابی پروگرام مرتب کیا۔ عوام کو متوجہ کیا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز نے اس کام کو جاری رکھا۔ ان کے زمانے میں سازش بڑھ گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کردی گئی۔ سیاہ کاریوں سے حکومت مغلیہ بہت کمزور ہوگئی۔ لال قلعہ سے اعلان ہوا خلقت خدا کی، حکومت بادشاہ سلامت کی، حکم کمپنی بہادر کا۔ شاہ صاحب نے فتوٰی دیا۔ ہندوستان اب دارالحرب ہوگیا اور لوگوں پر فرض ہوگیا کہ فرنگیوں کے خلاف جہاد کریں چنانچہ انہی کے مکتب فکر کے لوگوں نے دورہ کیا۔ رضاکار۔ مجاہد۔ فنڈ جمع کیا اور علم جہاد بلند کیا۔ ہزاروں مجاہدوں کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ بالاکوٹ کی بلند وبالا چوٹیاں آج بھی اس کی گواہ ہیں۔

دوسری جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی دو لاکھ شہید ہوئے۔ جب انگریزوں کا دوبارہ تسلط ہوا تو انگریزوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی نے حکم دے دیا جو بھی کوئی مولوی ملے، کسی جرم کے بغیر اسے قتل کردیا جائے۔ دیکھتے ہی گولی ماردی جائے۔ مولوی کی علامت یہ بتائی گئی کہ جس کے چہرے پر داڑھی ہو یا لب کرتا پہنے ہو۔ غلط فہمی اور دھوکے میں بہت مارے گئے۔ دو

ہفتے تک انگریز فوجیں گلی کوچوں میں، بازاروں میں، سڑکوں پر دیہاتوں میں قتل عام کرتی رہیں۔ مولانا روپوش ہو گئے تھے۔ انگریز کو اطلاع ملی فوجی دوڑے۔ لوگوں نے بھوسے میں چھپا دیا۔ فوجیوں نے چاروں طرف محاصرہ کرلیا۔ اناج کی کوٹھریاں جلا دی گئیں۔ دن میں سارا گاؤں میدان بنا دیا۔ تین دن کے بعد مولانا کو بھوکے پیاسے اس کنُ سے نکالا۔ دو ہفتے تک یہ سلسلہ جاری رہا تو ساڑھے ستاون ہزار علماءٔ شہید ہو چکے تھے۔ دلی جیسے دار السلطنت میں جہاں ہزاروں علماء تھے میراث کا مسئلہ بتانے والا کوئی نہ تھا۔ لوگ مارے مارے پھرتے جنازہ کی نماز پڑھانے والا کوئی نہ ملتا۔ مدارس تباہ اور مسجدیں برباد کردی گئیں بلکہ اصطبل بنائی گئیں انگریز نے اپنی دانست میں کسی مولوی کو چھوڑا نہیں، نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی کے فلسفہ پر عمل کیا۔ لوگوں کے ذہنوں سے اسلام نکل گیا تو حکومت جم جائے گی۔ یہ زمانہ بہت ابتلا کا زمانہ تھا۔ ظالم انگریز نے اس طرح سارے ملک میں ظلم کیا۔ اللہ نے اپنے دین کو باقی رکھنا تھا اپنی قدرت سے انگریز کی اس سازش کو ناکام کیا۔ مولانا محمد قاسم۔ مولانا رشید احمد گنگوہی حاجی امداد اللہ صاحب جو بچ گئے تھے۔ حفاظت دین میں لگ گئے۔ انہوں نے دار العلوم دیوبند قائم کی اور پھر سہارنپور۔ دہلی جگہ جگہ مدارس قائم ہوئے۔

میدان کو صاف دیکھ کر انگریزوں نے کوشش کی کہ عیسائیت کو پھیلایا جائے۔ پادری گاؤں گاؤں مقابلہ کا چیلنج دیتے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے۔ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے اور حکومت کی دھونس میں مسلمانوں کو ورغلاتے۔ ایک پادری فنڈر آگرہ میں زبردست چیلنج کر رہا تھا۔ فنڈر کو ہار کر بالآخر یہ کہنا پڑا کہ مسلمانوں میں ہندوستان میں ابھی مولوی رحمت اللہ زندہ ہے۔ اگر اسے ختم نہ کیا گیا تو مسلمان عیسائی مذہب قبول نہیں کریں گے۔ گورنر نے یہ حکم لکھ دیا کہ مولانا رحمت اللہ کو پھانسی دی جائے۔ ریسٹینو مسلمان تھا اس نے مسلمانوں کو بتایا۔ مولانا راتوں رات ہجرت کرکے چلے گئے۔ ان کا خاندان آج بھی مدرسہ صولتیہ میں آباد ہے اور درس و تدریس میں مصروف ہے۔ یہی پادری گھومتا پھرتا استنبول پہنچا اور مسلمانوں کو مقابلے کا چیلنج دیا اور کہا کہ میرا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ سلطان عبد المجید کا زمانہ تھا۔ انہوں نے پیغام بھیجا۔ مولانا کو معلوم ہؤا تو مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ پیغام پہنچا تو راتوں رات بستر بوریا لپیٹ فنڈر بھاگ گیا۔ مولانا استنبول تشریف لائے۔ اس موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ آگرہ کے مناظرہ کی روئیداد سنائی۔ سلطان متاثر ہؤا اور اس کو رسالہ کیورنت میں طبع کرایا (بائبل سے قرآن تک) اسی مناظرہ کی تفاصیل پر ایک جامع کتاب اردو میں دستیاب ہے۔ انہی حضرات نے جو ہندوستان کے علمائے حق تھے اسلام کے احیاء نو کے لئے، بقا کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ قربانیاں دیں۔ مسلمانوں کی ترقی کے لئے دن رات کام کیا۔ ۱۸۵۷ء میں چندہ کرکے مدارس چلانے کا رواج نہ تھا جیسے آج بھی دوسرے ملکوں میں نہیں۔ ہر ملک میں اسلامی حکومت مدارس و مساجد کی سرپرستی و رکھوالی کرتی ہے۔ ہندوستان میں بڑے بڑے زمیندار ہوتے تھے۔ علماء نے بڑے بڑے مسائل حل کرائے۔ ان کے مدارس ہوتے تھے۔ علماء باکردار تھے۔ جس طرح وہ فوجوں کے اخراجات برداشت کرتے تھے مساجد اور مدارس کو بھی چلاتے۔ ۱۸۵۷ء تمام جاگیردار نواب اور صاحب حیثیت مسلمان یک قلم تہ تیغ کر دیئے گئے اور چند غدار نوابوں نے سازش کرکے انگریز کا ساتھ دیا تھا۔ علماء کو قتل کرایا اور غلامی کو قبول کرلیا۔ ان کو جاگیریں ملیں۔ ان کا قبلہ و کعبہ انگریز تھے۔ ان کے بچے انگلینڈ پڑھنے جایا کرتے تھے۔ چند اہل نظر اور متوکل علماء نے اللہ کے بھروسہ پر یہ فیصلہ کیا کہ عام مسلمانوں سے گھر گھر بھیک مانگ کر مدارس قائم کریں گے۔

عام مسلمانوں نے علماء کی اس صدا پر لبیک کہا۔ علماء نے طلباء سے بھرپور تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے اولیاء کی ان خدمات کو اس طرح قبول کیا کہ آج بیسیوں کروڑ مسلمان ایشیا کے، افریقہ کے، یورپ کے اجتماعی اور انفرادی طور پر دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ ان ہی مراکز کا فیض آپ کو ملے گا۔ انہی کی وجہ سے آج پاک و ہند میں قرآن و حدیث کے علوم کا غلغلہ ہے۔ ان مدارس کے بل پر تمام اداروں میں رونق ہے۔ کتابت ہو تحریر ہو، خطابت ہو تبلیغ ہو صحافت ہو جگہ جگہ گلہائے رنگا رنگ کی رونق اسی نخل بار آور سے ہوئی ہے۔

حقیقت میں دار العلوم دیوبند ایک مکتب فکر ہے۔ مسلمانوں میں قرآن و سنت کے احیاء کی تحریک ہے، علماء کی عظمت کی علامت ہے۔ دین کی دعوت کا مرکز ہے جس نے ساری دنیا میں دین کو پھیلانے والے خادم پیدا کئے۔ کراچی کے عظیم مدارس اور یہ مدرسہ بھی اس مرکز اور تحریک کی یادگار ہے۔ آج کوئی شہر کوئی بستی ایسی نہیں جس میں دیوبند مکتب فکر کے علماء نہ ہوں۔ اللہ نے دار العلوم دیوبند کو ذریعہ بنایا اور جتنے بھی فتنے امت پر آئے جس قدر مصائب اور ابتلا آئے اہل حق ان کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو گئے۔ میں آج بھی اس کے فضل و کرم کو دیکھ رہا ہوں۔

اگرچہ فتنوں کا زمانہ ہے۔ ایسے زمانے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو بھی کام کرو تو میانہ روی۔ کوئی بھی مخالفت یا موافقت میں شدت نہ ہونی چاہیئے۔ اعتدال سے نہ ہٹو۔ اعتدال کی راہ ہی حق ہے۔ فرقہ باطلہ کا رد بھی کریں تو بھی اعتدال سے کریں۔ وعظ و نصیحت کا انداز بھی مثبت اور معقول ہو۔ اسلام پر ہمیشہ فتنوں کی یلغار رہی۔ ہر فتنہ اسلام ہی کا نام لے کر آتا۔ نظریہ اور فلسفوں میں امت کو بہکایا جاتا ہے۔ مسلمان اگر دھوکے میں آسکتے ہیں جب کہ اسلام کا نام لیا جائے۔ ہر باطل فرقہ ہر گمراہ کن دانشور نام مذہب کا لیتا ہے، نام اسلام کا ظاہر کرتا ہے۔ پر اس میں چھپا ہوتا ہے کفر۔ باطل نظریہ۔ اصحابؓ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض۔ صحابہ تو سبھی محترم اور مقتداء ہیں۔ جیسے آدمی رات میں ستاروں سے راستہ تلاش کیا جاتا ہے اسی طرح صحابہؓ میں رہنمائی ملتی ہے۔ راہ حق ملتی ہے۔ سچائی ملتی ہے اور نصرت ملتی ہے۔ اہلبیت کی محبت کا دعوےٰ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ محبت کی وجہ سے کسی صحابی کی گستاخی کی جائے۔ یہ اچھا نہیں۔ صحابہؓ سے محبت بہت ضروری ہے۔ ان سے عداوت گمراہی ہے دین سے بغاوت ہے اور جہنم کی راہ ہے۔ جو لوگ بھی گمراہ قسم کی تحریکیں چلاتے ہیں صحابہ کرامؓ پر یہ سب ستم ضرور کرتے ہیں۔ وہ ان کے درجہ کو کم نہ کریں تو ان کا درجہ کس طرح بلند ہوگا۔

یہ گمراہ تحریک ہیں خوارج اور روافض کی لکھی ہوئی کہانیوں کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ یہ گمراہ ذہن چاہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وحی مطلوب اور غیر مطلوب — روایتوں اور تاریخی کہانیوں سے مسلمانوں کے ذہنوں میں شک پیدا کریں۔ بدگمانیاں پیدا کریں تحریف اور بے یقینی پیدا ہو۔ جو چیز انہوں نے ہم تک پہنچائی ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی ہم جیسے تھے۔ وہ بھی آپس میں لڑتے تھے

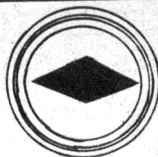
اس جماعت کو یہ عطا کی ہے دنیا سازی ذلیل قسم کا جذبہ۔ غیر اللہ پرستی۔ شرک۔ یہ دنیا کے کتوں کا کام ہے جو دنیا کے لئے جیتے ہیں دنیا میں رہ جاتے ہیں اور جو اللہ سے تعلق جوڑتے ہیں سلف پر اعتماد کرتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک اللہ راضی رہے تو پھر کسی کے ناراض ہونے کا غم نہیں۔ آج بھی اللہ کا فضل ہے آپ راہ حق پر ہیں۔ اللہ کے اس فضل کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ صاحب بدعت سے نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز قبول کرتا ہے۔ ایمان ان کے دلوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال۔ اگر راستہ غلط ہو جائے تو اعمال بھی غلط ہو جاتے ہیں۔

یہ اللہ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ ہمارا تعلق اہل حق سے ہے ان باکردار لوگوں سے جنہوں نے ہر باطل کا مقابلہ کیا۔ انسان کی عبدیت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ وہ جس حال میں رہے عبدیت کے اظہار کے لئے ضروری ہے کہ اللہ پر پورا اعتماد ہو۔

ہمارے اعمال۔ کیا نسبت۔ کس قابل ہیں ہماری نیت۔ ہمارے عمل۔ ہماری جد و جہد خدا جانے کس قدر کوتاہیاں ہیں جو ہم سے ہوتی ہیں۔

میرے محترم بزرگو چند روزہ زندگی پر مغرور اور متکبر ہو کر گمراہ ہو کر آخرت خراب نہ کرو۔ کوشش کرو۔ جو ممکن ہو۔ آخرت کی زندگی میں فلاح ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔



ایمان کی حلاوت

مولوی محمد اسحٰق خان المدنی

ایمان کی حلاوت اور لذت ایسی نعمت ہے کہ اس کے ساتھ دنیا کی تکلیف اور مصیبت بھی رحمت بن جاتی ہے اور بڑے سے بڑے صبر آزما حالات کو بھی انسان خندہ پیشانی سے برداشت کرلیتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ ایمان کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور مصیبتوں میں بھی وہ ایک خاص قسم کی مسرت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ اسلام کی مقدس اور سنہری تاریخ اس کے شواہد اور مؤیدات سے بھری پڑی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے ان بلند کردار واقعات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی راہوں کو استوار کریں اور ایمان کی حلاوت و لذت سے شادکام ہوں اور متاع زندگی کو اس کے صحیح مصرف میں لگا سکیں۔ اس لئے کہ یہ متاع سب سے زیادہ عزیز اور سب سے گرانقدر متاع ہے جو دن بدن بلکہ لمحہ بہ لمحہ ہم سے لٹتی اور مٹتی جا رہی ہے۔ اس طور پر کہ ہمیں اس کے ضیاع کا احساس و ادراک ہی نہ ہو سکے اور اس کے لٹ جانے کے بعد ہم خالی ہاتھ رہ جائیں اور اس وقت کفِ افسوس ملنے سے کچھ حاصل نہ ہو سکے کہ متاع ہی لٹ چکی ہو۔ اور متاع زندگی کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اسے کسی بلند مقصد کے لئے وقف کر دیا جائے، اور پھر اس مقصد کے حصول کے لئے مقدور بھر پوری سعی اور کوشش کی جائے اور غلطی بھی انہی دو باتوں میں سے کسی ایک میں ہوتی ہے یا صحیح مقصد زندگی اور نصب العین کے تعین میں یا پھر اس کے لئے سعی اور کوشش میں۔ اس لئے واضح رہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا نصب العین اور مقصد زندگی اللہ کے دین کی اور دینی تعلیمات کے مطابق اس کے بندوں کی خدمت کرنا ہے۔ یہ سب سے بڑا اور ایسا مقدس و پاکیزہ مقصد اور نصب العین ہے جس کی کوئی نظیر اور مثال ممکن ہی نہیں اور اس بلند مقصد و نصب العین کے حصول کے لئے اٹھنے والا ہر قدم اور اس کے لئے کی جانے والی ہر کوشش نیکی ہی نیکی اور خیر ہی خیر ہے۔ ناکامی اور محرومی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جان و مال کی قربانی تک ہر چیز سعادت ہی سعادت اور نیکی ہی نیکی ہے۔ ہر تکلیف میں مسرت اور ہر نقصان میں خیر۔ وہ دیکھئے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ستر صحابہ کرامؓ جو قراء بھی ہیں، کی ایک جماعت راہِ حق میں گامزن ہے۔ قدوسیوں کی اس جماعت کو سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کا کلمہ پہنچانے کے لئے بھیجا ہے۔ حق کا یہ قافلہ حق و صداقت کی دھن میں مست و مگن اور مصروفِ سفر ہے۔ دن کو لکڑیاں چنتے اور اپنے گذارے کا بندوبست کرتے اور رات کو اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں دست بستہ عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی ان کو کہہ سکتا ہے کہ وہ تنگی و تکلیف میں ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پیادہ سفر، عرب کے ریگستان کی گرمی، زادِ راہ کی قلت و معدومی، دن کی تھکاوٹ اور رات کی عبادت ایسے امور ان کے لئے تکلیف کی بجائے بے پایاں مسرتوں کا ساماں تھے۔ اسی کیف و سرور کے عالم میں یہ لوگ بئر معونہ تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اپنے ایک ساتھی حرام بن ملحانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامۂ مبارک دے کر اللہ کے ایک دشمن عامر بن طفیل کے پاس بھیجتے ہیں۔ جب اللہ کا یہ سپاہی اس کمینے کافر کے پاس پہنچتا ہے تو اس نے خط پڑھنے سے پہلے ہی ایک تیر سے اس قاصدِ حق پر بھرپور وار کر دیا۔ تیر جب اس قدسی صفت قاصد کے جگر میں پیوست ہو کر رہ گیا تو اس نے افسوس یا گھبراہٹ کے بغیر ایک نعرۂ مستانہ بلند کیا "اللّٰہ اکبر فزت و رب الکعبۃ" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ہے حلاوتِ ایمان کا ثبوت اور مظاہرہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ٭ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

از ترجمان سے — ترتیب قمر ہاشمی

قبائلی رہنماؤں اور معتبرین کی جمعیۃ میں شمولیت

قلات: مولانا محمد صدیق شاہ صاحب، صدر پی۔این۔اے ضلع قلات و جوائنٹ سیکرٹری بلوچستان اور نوابزادہ میر امان اللہ زہری صدر پی۔این۔اے و صدر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل زہری نے علاقائی مسائل کے سلسلہ میں تحصیل قلات کے علاقہ محمد تاوہ کا دورہ کیا۔ عوام نے اپنے مسائل سے انہیں آگاہ کیا جن میں پینے کے پانی کی قلت اور ڈسپنسری میں ادویات کی کمی اور سڑک کی خستہ حالت قابل ذکر ہیں۔

ان رہنماؤں نے ان کے مسائل اخبارات اور دیگر ذرائع سے حکام بالا تک پہنچانے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد علاقہ کے مختلف قوموں کے سربراہوں اور معتبرین نے اپنی قوم کے ہزاروں افراد کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ شمولیت کرنے والوں میں محمد تاوہ کے مشہور سیاسی و سماجی رہنما اور بنجارہ قوم کے سربراہ میر دلمراد خان بنجاری بنجاری قوم کے معتبرین محمد افضل بنجاری۔ شکاری دین محمد بنجاری شامل ہیں۔

میر حاجی قوم کے سربراہ میر علی محمد معتبرین میر عبدالقادر۔ علی بخش۔ ٹکری فتح محمد مزار۔ غلام محمد جلال۔ مسکان اور حاجی خان شامل ہیں۔ اس کے علاوہ میروزئی قوم کے سربراہ میر غلام رسول میروزئی اور معتبر عبدالقادر میروزئی اور بندرانی قوم کے سربراہ میر یار محمد نے شمولیت کی۔ نیز علاقہ کیموتو کے سماجی و سیاسی رہنما اور عمرانی قوم کے سربراہ میر محمد صدیق نے یقین دلایا کہ پورے قوم اور علاقہ کیموتو کے تمام باشندوں سے صلاح و مشورہ کے بعد علاقہ کے تمام لوگوں کے ساتھ جلد ہی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کریں گے۔

جمعیۃ کے رہنما کی کوششوں سے

بجلی اور پانی کا مسئلہ حل ہوگیا!

قلات: پاکستان قومی اتحاد قلات کے ضلعی صدر اور جمعیۃ علمائے اسلام بلوچستان کے صوبائی جوائنٹ سیکرٹری مولانا محمد صدیق شاہ کی کوششوں سے ضلع قلات کے تقریباً ساٹھ قصبوں اور دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کے لئے حکومت نے اس سال بجٹ میں منظوری دے دی ہے۔ اسی طرح تقریباً تیس دیہاتوں میں حکومت نے پینے کے پانی کے لئے بھی بورنگ کے ذریعہ پانی نکالنے کے لئے بجٹ میں منظوری دے دی ہے۔

یاد رہے کہ مولانا محمد صدیق شاہ صاحب نے مارشل لاء حکام اور صوبائی چیف سیکرٹری سے متعدد بار تقریباً ایک سال سے ملاقاتیں کر کے اور عوام کے مسائل سے انہیں آگاہ کرنے کے بعد عوام کے یہ دو اہم مطالبات منوائے ہیں۔ نیز اخبارات کے ذریعہ بھی وقتاً فوقتاً یاد دہانی کراتے رہے ہیں۔

متحد ہو کر امریکی دباؤ کا سامنا کریں: مولانا زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے پاکستان کی ترقیاتی امداد روک دینے پر امریکہ کی شدید مذمت کی ہے اور ایک مطالبہ میں عالمی رائے عامہ سے اپیل کی ہے کہ وہ بھی امریکہ کی پاکستان پر دباؤ ڈالنے والی پالیسی کی مذمت کرے۔

آپ نے کہا کہ پاکستان اور فرانس کے درمیان ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کی خریداری کا معاہدہ دو آزاد اور خود مختار ملکوں کے درمیان معاہدہ ہے جسے منسوخ یا تبدیل کرنے کی امریکی کوششیں نہ صرف یہ کہ ناقابل فہم ہیں بلکہ کسی بھی ضابطہ اخلاق کی رو سے اس کا کوئی جواز نہیں ہے اور امریکہ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دو آزاد اور خود مختار ملکوں کے معاملات میں مداخلت کرے۔

آپ نے کہا امریکہ عالم اسلام کو ایٹمی قوت کے حصول میں ناکام بنانے کے لئے جو سازشیں کر رہا ہے پوری ملت اسلامیہ کو اس کے مقابلہ میں متحد ہو جانا چاہئیے اور اپنے پورے وسائل عالم اسلام کے اتحاد اور ملت اسلامیہ کو توانائی اور قوت کے معاملہ میں خود کفیل بنانے کے لئے وقف کر دینے چاہئیں۔

مولانا زاہد الراشدی نے حکومت پاکستان اور ملک کی سیاسی جماعتوں پر زور دیا ہے کہ وہ متحد ہو کر امریکی دباؤ کا سامنا کریں اور پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کرنے کی کسی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیں۔

سیلاب بارشوں کا پانی!

جھنگ: جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے سیکرٹری نشر و اشاعت چوہدری محمد عقیل ضیاء نمائندگان روزنامہ نوائے وقت۔ وفاق امروز۔ مشرق۔ آزاد شہباز حسین تبسم۔ محمد اقبال شاہین۔ مولانا نظام الدین انصاری نے بارش سے متاثرہ علاقوں مرلی پورہ۔ حسین آباد۔ یوسف آباد روڈ۔ چنیوٹ روڈ۔ داسو آستانہ۔ موڑ ڈلاں والا کا دورہ کیا۔ وہاں کے عوام کی مشکلات و تکالیف کا اندازہ لگایا۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے تاثرات ہیں کہ اگر انتظامیہ بر وقت مدد کرے تو نقصانات میں کافی حد تک کمی ہو سکتی ہے۔ حکومت سے اپیل کی نشیبی آبادیوں کو فلڈ اور بارشوں کے پانی سے بچانے کے لئے مستقل انتظام کیا جائے اور بھکر روڈ پر موڑ ڈلاں والا کے قریب ۳۶ کلومیٹر پر پلی ۲/۲۵۲ کو فوری طور پر کھولا جائے۔

کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔ بعد میں گر گئی تو مرمت اوپر سے کردی۔ اندر سے پتھر اور مٹی سے بھر دیا گیا۔ اگر یہ پلی بند نہ ہوتی تو اس علاقہ میں لاکھوں روپے کی فصلات اور املاک بچ سکتی تھیں۔ یہاں کے عوام نے اپنی فصلوں اور مکانات کو بچانے کے لئے پلی کھولنے کی بہت کوشش کی لیکن اندر سے پتھر بھرے ہونے کی وجہ سے کامیابی نہ ہو سکی۔ اس پلی کو فوراً کھولا جائے۔ بارش سے متاثرہ کاشت کار اور عوام کو امداد دی جائے اور انہیں خصوصی رعائتیں دی جائیں۔ سڑکوں اور پلیوں وغیرہ کی تعمیرات میں جو ٹھیکیدار اور سرکاری عملہ ہیرا پھیری کرے انہیں بلیک لسٹ قرار دے کر قرار واقعی سزائیں دی جائیں تاکہ ملک کو ہر سال لاکھوں کروڑوں روپے کے نقصانات سے نجات حاصل ہو۔ ایماندار ٹھیکیدار اور سرکاری ملازمین کی سرکاری سطح پر حوصلہ افزائی کا بندوبست ہو بددیانت ملازمین کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیئے۔

اظہار تعزیت:

کروڑ لعل عیسن شہر کے نائب امیر دوم مولانا محمد یار صاحب رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعیۃ علماء اسلام کروڑ عیسن کی طرف سے اظہار تعزیت کی گئی۔ اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

ماہ رمضان میں ہوٹلوں پر بندش قابل تحسین اقدام ہے:

کراچی (پ۔ر) جمعیۃ علماء اسلام لیاری کے رہنما امیر زادہ خان سواتی نے ایک بیان میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کے ان اسلامی اقدامات کو سراہا ہے جس کا اعلان احترام رمضان کے پیش نظر جنرل صاحب نے فرمایا ہے۔

سواتی صاحب نے کہا کہ بہتر ہوتا کہ ماہ مقدس میں دست کو روزہ خوروں اور

جرم قرار دیا جاتا تاکہ ملک میں پھیلے ہوئے بڑے بڑے ہوٹل بھی اس احترام میں شریک ہو جاتے جو کہ اس وقت چور دروازے سے شعائر اللہ کی توہین کر رہے ہیں نیز دودھ فروش اور بیکری والے

...ہے کہ بے سحری اور دیہاتی سائیڈ عام دونوں کس طرح کھلے عام اپنا کاروبار سحری کے بعد بھی برابر کرتے رہتے ہیں۔

متعلقہ حکام کو چاہیئے کہ وہ احترام رمضان کے سلسلہ میں سختی کریں۔

تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں کا مشہور مقدمہ

خانپور فائرنگ کیس کرائمز برانچ لاہور کے حوالے کر دیا گیا؛

مقدمہ عدالت عالیہ لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر اندراج کیا گیا تھا۔

لاہور: تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں کا مشہور مقدمہ قتل جس میں پیپلز پارٹی اور انتظامیہ کی ملی بھگت سے کئی آدمی شہید ہوئے اور کئی زخمی، جو کہ علی پور کے شہداء کے لئے عیدگاہ میں قرآن خوانی کر رہے تھے۔ اس وقت پیپلز پارٹی نے انتظامیہ کے ایماء پر جلوس ترتیب دیا جو کہ مسلح تھا۔ انتظامیہ کے زیر حفاظت جلوس عیدگاہ میں قرآن خوانی کرنے والوں پر قبل ازیں طے شدہ منصوبے کے تحت حملہ آور ہوا۔ انتظامیہ نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قرآن خوانی کرنے والوں پر اشک آور گیس پھینکی اور گولیاں چلائیں۔ جب بھاگنے والے افراد پناہ لینے کی خاطر مدرسہ کے کمرے بند کرنے لگے تو رینجرز نے دروازے توڑ کر لوگوں کو مارا پیٹا۔ اس ساری بلا جواز اور ظالمانہ کاروائی کے نتیجہ میں جو آدمی شہید اور زخمی ہوئے ان کے مقدمے کا اندراج نہ ہوا۔ چنانچہ قومی اتحاد والوں نے مقامی اور بالائی حکام کو ٹیلیگرام دیئے جس پر کوئی توجہ نہ دی گئی پھر محمد عبدالماجد آزاد نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی جس پر ۵ مارچ ۱۹۷۸ء کو عدالت عالیہ نے پرچہ درج کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ملزم چونکہ بااثر افراد ہیں اس لئے انتظامیہ پر اثر انداز ہوتے رہے اور پولیس ان کو گرفتار نہ کر سکی۔ حتیٰ کہ سیشن جج رحیم یار خاں نے ملزموں کی ضمانت قبل از گرفتاری منسوخ کر دی تب بھی انتظامیہ نے گرفتار نہ کیا اور ابھی تک پولیس ملزموں کی پشت پناہی کر رہی تھی لہٰذا قومی اتحاد کے وفد نے آئی۔ جی۔ پولیس پنجاب سے ملاقات کی اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور درخواست دی جس میں استدعا کی گئی کہ چونکہ ملزم پارٹی کے بااثر افراد ہیں اس لئے انتظامیہ پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ انتظامیہ مقامی چونکہ موثر کردار ادا نہ کر سکے گی اس لئے مقدمہ کرائمز برانچ کے حوالے کیا جائے۔ چنانچہ آئی۔ جی پولیس پنجاب نے تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں کا مشہور مقدمہ خانپور فائرنگ کیس کرائمز برانچ کے حوالے کر دیا۔

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے۔

حافظ حسین احمد

گکھڑ: جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے ناظم نشر و اشاعت حافظ حسین احمد نے کہا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے کیونکہ بلوچستان کے عوام اسلامی نظام چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔ آپ گذشتہ روز دفتر جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں مقامی جمعیۃ کی طرف سے دی گئی افطار پارٹی سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے کہا بلوچستان کے عوام دیندار اور غیور ہیں وہ سیکولرازم یا کسی دوسرے لادینی نظام کو قبول نہیں کریں گے اور انکی جدوجہد حرف بحرف شرعی نظام کے لئے ہے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان قومی اتحاد سے این۔ ڈی۔ پی کی علیحدگی سے بلوچستان کی سیاست پر کوئی نمایاں اثر نہیں پڑے

چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کی خدمت میں

محترم محمد اقبال ندوی صاحب دارالعلوم دیوبند اور ندوہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ اردو انگریزی فارسی میں ایم۔ اے کے علاوہ ایل۔ ایل بی بھی کیا ہے۔ ہائیکورٹ۔ سپریم کورٹ کے ججوں اور وکیلوں کو بھی عربی علوم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ انہوں نے عرصہ تین سال گذرے اسلامک اینڈ عربک اکیڈمی قائم کی ہے جس میں تمام اہل علم کو مفت عربی سکھاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے تمام پاکستانیوں کو عربی سکھانے کا عہد کر رکھا ہے کیونکہ ہماری نجات اور ترقی صرف عربی زبان سیکھنے اور مذہب کو سمجھنے میں ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق چیف جسٹس سپریم کورٹ جناب انوار الحق صاحب اور مذہبی امور کے وزیر اے۔ کے بروہی کو خطوط تحریر کئے ہیں موجودہ خط مورخہ ۱۲ ستمبر کو چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کے نام بھیجا گیا تھا جو قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

(ادارہ)

محترم المقام پاسبان امت خیر الانام' القائد (جنرل) محمد ضیاء الحق' رئیس ارکان القوات المسلمۃ الباکستانیہ والحاکم العسکری الاداری الحکم (چیف آف پاکستان آرمی و چیف ایڈمنسٹریٹر مارشل لاء) آدام اللہ ایام حیاتکم وبارک اللہ فی عمرکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وتحیۃ منی وعید مبارک'

اے امت بیضاء کے پاسبان و امت رسول کے نگہبان' المجاہدین فی سبیل اللہ کو ابدی خوشنودی وخوشخبری حیات جاودانی کا ہدیہ!

باری تعالیٰ کا شکر عظیم ہے کہ آپ نے مستحسن اقدام کئے۔ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون گرنے و گرانے سے بچا لیا۔ میں ایک حقیر بندہ ہوں سب سے پہلے ایک عظیم بزرگ کا پیغام آپ کو دوں جنہوں نے میرے توسط سے "مجاہدین پاکستان" کی خدمت میں پہنچانا تھا۔ وہ بزرگ جواب مرحوم جوار رحمت میں ہیں مجھے لکھتے ہیں'

"اے میرے عزیز ترین بیٹے! میرا اسلام دعا مجاہدین اسلام کی خدمت میں پہنچا دیجئے اگر کبھی آپ کا آنا میرے پاس ہو تو ان مجاہدین اسلام یعنی پاک فوج کے قدموں کی دھول اٹھا کر میری تربت پر ڈال دیجئے تاکہ ان مجاہدین کی برکت سے مجھے حیات جاوداں نصیب ہو۔ اے میرے غریب الوطن بیٹے نہیں بلکہ کل کرۂ ارض کے وارث! پاکستان کی مقدس زمین پر قرآن حکیم تعلیم و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس و فقہ اسلام کی عملداری ایسی کیجئے جیسی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، جس سے وہ خوش بھی ہو جائیں"۔ عربی زبان قرآن حکیم کے سمجھنے کا ذریعہ ہی نہیں ہے بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم' فقہ اسلام و اسلام دنیا کے ملاپ و تعلق کا ایک مستحکم ذریعہ محبت و اخوت و ربط و ضبط کا ایک ابدی غیر مختتم رشتہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ "تعلموا العربیۃ فانہا من دینکم" اے کرۂ ارض کے مسلمانوں! عربی زبان سیکھو۔ یہ تمہارے دین و دنیا کا ایک لازمی جز مستحکم اتحاد و اتفاق و امت بیضاء کا لازمی فرض و جز ہے"

قرآن حکیم میں عربی زبان کی اہمیت یوں بتائی ہے۔ انا انزلنا قرآنا عربیا لعلکم تعقلون۔ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ تم اس کے مفہوم و معانی کو سمجھ کر عمل کرو۔

پاکستان میں مختلف کثیر التعداد میں طرح طرح کے ادارے ہیں جس میں اپنی نوعیت کے کام ہیں۔ اگر بے کسی و کسمپرسی کی حالت میں کوئی شئے کرۂ ارض کے مسلمانوں میں ہے بالخصوص اس پاکستان میں جو اسلام، دستور احیات عالمگیر قرآن حکیم و شارع کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ اس قرآن حکیم کے افہام و تفہیم کے نہایت ہی کم مواقع و بے اعتنائی' لاپروائی کیا ایک جمود خیال کا سماں ہے۔ ایک انگریز مستشرق کہتا ہے۔ "دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن حکیم ہے' لیکن دنیا کی سب سے کمترین سمجھی جانے والی کتاب قرآن ہے"۔ وائے شومئی قسمت! لارڈ لارنس جس کو انگریز Lord of Arabia کہتے ہیں وہ اپنی سازش میں مسلمانوں کے خلاف کامیاب رہا۔ انہوں نے یک منصوبہ بنایا، وہ کامیاب رہا۔ ان کی سازش یہ تھی کہ خود قرآن حکیم کو خوب پڑھا۔ عربی زبان پر خوب عبور کیا۔ انگلینڈ میں اس کے لئے انگریز عالم پیدا کئے۔ عربوں کی زمین میں بکھیر دیے۔ انہوں نے عربوں کو تعلیم قرآن حکیم سے نا واقف رکھنے کی چال چلی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی جنگ عظیم میں عثمانی خلافت ختم ہوئی۔ عربوں پر غلامی کا طوق پڑ گیا۔ قرآن حکیم کی تعلیم کالعدم قرار دی۔ کہا کہ اس سپرٹ والی کتاب کو مسلمانوں کو نہ پڑھاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا ربع صدی تک عرب مفلوک الحال رہے۔ اب بیدار ہوئے جب کہ جمال الدین افغانی کی تحریک چلی۔ مصر میں محمد عبدہ نے، ترکی میں کمال نے انگریز نے رفتہ رفتہ

عالمگیر تحریک چلائی جس کا مقصد عالم اسلام کو متحد کرنا۔ قرآن حکیم کی تعلیم ہر مسلمان مرد و عورت اور عربی زبان کا جاننا لازمی قرار پایا۔ اس عالمگیر تحریک کا نام "العروۃ الوثقیٰ" رکھا۔ جس کے معنی ہیں مسلمانوں کا مضبوط کڑا' یہ قرآن کے لفظ ہیں یعنی مسلمان کا اتحاد و اتفاق' اخوت و مساوات عالمگیر حکومت و عدل و انصاف جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ میں گذشتہ پچیس سال سے قرآن حکیم کی تعلیم۔ عربی زبان۔ فقہ، فلاسفہ اسلامی فقہ کی تعلیم دیتا ہوں اور ہر ایک کو دعوت دیتا ہوں کہ آؤ قرآن حکیم کی تعلیم پڑھو۔ عربی زبان سیکھو۔ تاکہ تم اس دنیا میں سچی قیادت و بالادستی اسلام کی قائم کرسکو۔ قوم کی فلاح اسی میں ہے۔ میری کسی نے مدد نہ کی۔ میں نے یہ کام اپنی زندگی کا فرض منصبی و ایمان کامل کا جز قرار دیا ہے۔ میں مفت تعلیم دیتا ہوں۔ نہ ہی میں قرآن حکیم کی اجرت کو پسند کرتا ہوں لیکن حکومت کی طرف سے یہ ذہن میں ہے کہ اس کی نگرانی مدنظر رکھیں۔ ایسی تعلیم سے پاکستان کی نظریاتی۔ سلامتی و بنیادی مقصد بدرجہ اتم سمجھ میں آجاتا ہے۔ میں گذشتہ حکومتوں سے رجوع کرتا رہا لیکن بے اعتنائی غضب کی دیکھی حالانکہ اس مرحوم سابقہ حکومت کی طرف رجوع کیا۔ خط و کتابت کی۔ ارباب اقتدار پر جوں تک نہ رینگی۔ وزیراعظم کو ذاتی طور پر خط لکھا مگر اس وقت جب یہ بحران شروع ہو گیا تھا۔ جواب دے دیا فرمایا کہ یہ بحران ختم ہو جائے تو آپ ہم سے ملئے۔ خط میرے پاس موجود ہے۔ غرضیکہ سب حکومتیں اسی طرح سے ختم ہوتی گئیں لیکن کسی کو توفیق نہ ہوئی۔

اے امت پیغمبر آخر الزمان کے نگہبان! حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" مسلمانو! تم میں سے سب سے افضل و برتر وہ شخص ہے جو قرآن کو خود سیکھتا ہے پھر وہ دوسروں کو قرآن کے مفاہیم و مقاصد کو سکھاتا ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اللہ تعالیٰ یرفع بھذا الکلام اقواماً ویضع بہا اٰخرین" ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "دیکھو یقیناً اللہ تعالیٰ اس قرآن حکیم کی تعلیم سے ایک قوم کو فرش سے اٹھا کر عرش پر رکھتا ہے جبکہ دوسروں کو جو اس کی تعلیم کا دم بھرتے ہیں لیکن بے اعتنائی و لاپرواہی کرتے ہیں زمین پر پیوند خاک کر دیتا ہے۔ چونکہ وہ اس قرآن کو مع عربی زبان کے ساتھ پڑھتے نہیں ہیں۔

عبرت انگیز حدیث

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "تفقھوا قبل ان تسودوا" لفظی معنی یہ ہیں کہ تم قرآن فہمی پیدا کرو قبل اس کے کہ تم سردار یعنی حکومت میں مشیر ملازم۔ یا صوبائی و قومی اسمبلی اسمبلی میں جاؤ یعنی ان لوازمات کو حاصل کرنے کیلئے پہلے قرآن فہمی کرو۔ پھر تم افسر بنو۔ جنرل بنو۔ پروفیسر بنو۔ حکمران بنو۔ رئیس صدر و وزیراعظم بنو یا اور کچھ۔ میرے ماں باپ قربان اس ہستی پر جنہوں نے یہ زریں موتی کرۂ ارض کے لوگوں کے لئے عام طور پر' مسلم دنیا کے لئے خاص طور پر فرمائے ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں "تفقہ قبل ان ترأس" فاذا راست فلا سبیل الی التفقہ" سادہ معنی ہیں قرآن فہمی اسلام کے قانون کا فہم اس سے پہلے پیدا کرو کہ تم صدر یا قومی اسمبلی کے ممبر بن جاؤ۔ محض معنی اس کے یہ ہیں کہ سردار بن جانے سے پہلے تم ہر علم و معانی قرآن کو سمجھ لو۔ اگر اس سے پہلے یعنی ہم نے قرآن فہمی پیدا نہ کی۔ صدر یا افسر بن گئے تو اللہ ہی حافظ ہے۔ یہ تھیں چند باتیں جو قرآن کریم کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں ان لاکھوں باتوں میں سے جن کو اس زمانہ کے مطابق حوالہ دیا ہے۔ قرآن کی آیات سن لیجئے "نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی"۔ قرآن حکیم۔ اے نبی! یہ کتاب جو دستور حیات نوع انسان کے لئے ہے آپ پر اتارا ہے جو ہر شے کی ترجمانی و تفسیر و توضیح روشن الفاظ میں کر رہا ہے۔ پھر فرمایا "افلا یتدبرون القرآن"۔ کیا وہ لوگ قرآن حکیم پر غور و فکر نہیں کرتے ہیں تاکہ ان کی زندگی کے مسائل حل ہو جائیں۔ "کتاب انزلنا الیک مبارک لیتدبروا اٰیاتہ"۔ اے کرہ ارض کے رہنے والو یہ مبارک کتاب یعنی نوع انسان کا آئینی و قانونی اجتماعی عالمگیری پہلو ان کی طرف بھیجا ہے تاکہ تم کرۂ ارض کے لوگ اس کے آئین و دستور و مفہوم کو سمجھ کر اپنی زندگی پرسکون بنا لو۔

وعن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "من قرأ القرآن وعمل بما فیہ البس اللہ والدیہ تاجاً یوم القیامۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا فما ظنکم بالذی عمل بھذا" رواہ ابو داؤد۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص یا قوم نے قرآن پڑھا با معنی اور اس پر عمل کیا جو اس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو قیامت کے روز تاج پہنائیں گے جس کی چمک بہت ہی اچھی تیز ترین ہوگی بہ نسبت سورج کی روشنی کے جو دنیا کے گھروں میں آتی ہے۔

اے مخاطب! آپ کی کیا رائے کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں یا اجتماعی قوم کے بارے میں جو اس کو پڑھے اور عمل بھی مکمل کرے۔ زندگی کا دستور عمل بھی بنائے۔ یہ ہیں چند قرآن و حدیث کے تحفے جو آپ کو پیش کر رہا ہوں میں اپنی طرف سے ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کے ساڑھے سات کروڑ انسانوں بلکہ پوری کرۂ ارض کے فرزندان توحید کی طرف اپیل کرتا ہوں کہ قرآن حکیم کی تعلیم سے عربی زبان کے ساتھ ایک پرائمری سٹیج سے لیکر زندگی کے ہر شعبہ جات یعنی یونیورسٹی و کالج و ٹیکنالوجی کالج میں قرآن کی تعلیم لازمی یعنی فرض قرار دے کر اس کو اول قانون و دستور کو مشعل راہ بنائیں۔ آپ جس موقع پر مناسب سمجھیں اعلان کریں۔ پنجاب یونیورسٹی میں آپ آرہے ہیں اور وہ آپ کو اعزازی ڈگری دے رہے ہیں اس کے ساتھ اعلان کر دیں کہ ہر شعبہ میں قرآن و عربی لازمی پڑھنا چاہیئے۔ اس امیدوار کو جس کا مضمون یہ نہ ہو سروس میں نہ رکھا جائے۔

مجھے قوی امید ہے اس اعلان سے آپ

فارم معاونت مکمل کرکے فوری طور پر واپس مرکزی دفتر ارسال کیے جائیں

میاں محمد عارف، صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

معاونت سازی کی مہم کو کامیاب بنانا ہر کارکن کا اولین فرض ہے

چاروں صوبائی کنوینرز کا مشترکہ پیغام

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف صاحب نے جماعتی کارکنوں کے نام ایک پیغام میں کہا ہے۔ یہ جان کر مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے کہ معاونت سازی کی مہم اس انداز میں جاری نہیں جیسی کہ ہونا چاہیئے تھی۔ آپ نے اپنے پیغام میں کہا کہ میں نے بار بار جماعتی ساتھیوں کے یہ بات گوش گذار کی ہے کہ معاونت سازی کی مہم کو جہاں تک ممکن ہو سکے کامیاب بنایا جائے کیونکہ معاونت سازی جماعت کی افرادی قوت کا اظہار ہوتی ہے۔ آپ نے کہا نہایت افسوس کا مقام ہے کہ میری اپیل کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ آپ نے پھر ایک پیغام کے ذریعے جماعتی ساتھیوں خصوصاً ضلعی کنوینرز اور ان کے معاونین کو ہدایت کی ہے کہ جلد از جلد فارم معاونت کی کاپیاں جاری کردہ ہدایات کے مطابق مکمل کرکے واپس مرکزی دفتر ارسال کیے جائیں۔ آپ نے کہا چونکہ جماعتی انتخابات انہی فارموں کی بنیاد پر کرائے جاتے ہیں اس لیے اس مہم کا فوری طور پر مکمل ہونا اشد ضروری ہے۔ آپ نے اپنے پیغام کے آخر میں امید ظاہر کی ہے کہ جماعتی دوست میری ان گذارشات کو سمجھتے ہوئے حتی الوسع اس مہم کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

مشترکہ پیغام:

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی کنونیگ کمیٹی کے چیئرمین جناب عبدالرؤف ربانی۔ صوبہ سرحد کی کنونیگ کمیٹی کے چیئرمین جناب فضل الرحمٰن۔ صوبہ سندھ کی کنونیگ کمیٹی کے چیئرمین جناب سید سراج احمد شاہ امروٹی، اور صوبہ بلوچستان کی جمعیۃ کی کنونیگ کمیٹی کے چیئرمین جناب سکندر خاں عیسیٰ خیل نے اپنے ایک مشترکہ پیغام میں اپنے اپنے صوبے کی جماعت کے کارکنوں خصوصاً ضلعی کنوینرز اور ان کے معاونین کے نام ایک پیغام میں انہیں معاونت سازی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ہدایت کی ہے۔ ان چاروں صوبائی راہنماؤں نے کہا ہے کہ معاونت سازی کی مہم کو کامیاب بنانا ہر کارکن کا اولین فرض ہے۔ اس لئے جماعتی دوستوں کو چاہیئے کہ اس مہم کو کامیاب بنا کر جماعت کی افرادی قوت کو بڑھائیں۔

بلوچستان:

جمعیۃ طلباءِ اسلام بلوچستان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تیسرا تربیتی اجتماع مستونگ میں منعقد ہوا۔ یہ اجتماع صوبہ میں اپنی نوعیت کا خاص اجتماع تھا۔ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ صوبہ کے تمام اضلاع کوئٹہ۔ ژوب۔ کچھی۔ خضدار مکران سے کارکنوں نے پورے جوش و خروش سے اجتماع میں شرکت کی۔ اجتماع کی کل سات نشستیں منعقد ہوئیں۔ افتتاحی نشست زیر صدارت شبیر احمد سعید طالب علم گورنمنٹ ڈگری کالج اور جمعیۃ طلباء اسلام مستونگ کے نائب صدر منعقد ہوئی۔ اس نشست سے قاری عبدالباقی۔ اسحاق عبداللہ۔ نظام الدین جمعیۃ طلباءِ اسلام بلوچستان کے ناظم اطلاعات جناب عبدالغفور حیدری اور حضرت مولانا سیف اللہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ دوسری نشست سے جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے صدر ملک سکندر خاں اور سینئر نائب صدر عطاء اللہ مینگل نے خطاب فرمایا۔ اجتماع کی تیسری نشست سے جمعیۃ کے جوائنٹ سیکرٹری محمد سلیمان ارشد۔ جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری عبدالغفور اور مولانا مولا بخش نے خطاب فرمایا۔ اجتماع کی چوتھی نشست ایک تعارفی نشست کی صورت میں تھی اور اس نشست میں جمعیۃ مستونگ کے ناظم عمومی خلیل الرحمٰن ضلع کوئٹہ کی جمعیۃ کے ناظم عمومی اسحاق اور قاضی عبدالستار صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ اجتماع کی پانچویں نشست جو کہ حضرت مولانا غلام سرور جمعیۃ بلوچستان کے سرپرست کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس نشست سے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سابق مرکزی نائب صدر اور پاکستان قومی اتحاد بلوچستان کے سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد نے علماء دیوبند کے شاندار ماضی کے عنوان پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔ اس نشست میں حضرت مولانا غلام سرور صاحب نے بھی صدارتی تقریر فرمائی۔ چھٹی نشست سے جمعیۃ ژوب کے نمائندوں کے علاوہ دیگر طالبعلم راہنماؤں نے خطاب کیا۔ اجتماع کی ساتویں نشست زیر صدارت جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے ناظم اطلاعات اور ضلع قلات کے نومنتخب صدر جناب عبدالغفور حیدری منعقد

ہوئی۔ اس نشست میں صوبائی صدر ملک سکندر خان عیسیٰ خیل نے نو منتخب عہدیداروں سے حلف وفاداری لیا۔ اس طرح یہ پر... اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

صوبہ پنجاب کی کنونیگ کمیٹیاں برائے اضلاع

۱۔ ضلع رحیم یار خان:

۱۔ فضل الرحمن درخواستی (کنونیر)
۲۔ خالد حسین بھٹی (معاون)
۳۔ میاں محمد نسیم (معاون)

۲۔ ضلع بہاولپور:

۱۔ حافظ محمد انور ندیم (کنونیر)
۲۔ محمود احمد شیخ (معاون)
۳۔ عمر فاروق چوہان (〃)

ضلع بہاولنگر:

۱۔ خالد محمود وٹو (کنونیر)
۲۔ محمد ارشد (معاون)
۳۔ عبداللہ محمود (〃)

نوشہرہ ورکاں (ضلع گوجرانوالہ)

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام نوشہرہ ورکاں کا ایک اجلاس جامعہ مسجد مدنی میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب عبدالقیوم طاہر ممبر کنونینگ کمیٹی ضلع گوجرانوالہ نے شرکت کی اور مقامی شاخ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر : جناب عبدالمجید کنول
نائب صدر : جناب محمد ادریس
ناظم عمومی : جناب مجاہد فاروق
ناظم : جناب میرزا احمد ربانی
〃 اطلاعات : جناب احسان اللہ عظیم
خازن : جناب محمد امین

ضلع لاہور:

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے کارکنوں کا اجلاس 4/B شاہ عالم مارکیٹ میں ہوا جس میں ضلع لاہور کی تنظیمی صورت حال پر غور کیا گیا۔ بعدازاں لاہور میں معاونت سازی کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے تین کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جو مختلف علاقوں میں تنظیمی کام کی نگرانی کریں گی اور جمعہ ۱۲۵ اگست کو اپنے دوروں کی رپورٹ پیش کریں گی۔

۱۔	طارق منصور صاحب	سنت نگر
	محمد اعجاز صاحب	فاروق گنج
		مصری شاہ
۲۔	خالد محمود ٹیپو	رحمان پورہ
	زاہد اقبال قریشی	وحدت کالونی
	شہزادہ خرم	گلبرگ، شادمان
		سمن آباد
		مسلم ٹاؤن
		ماڈل ٹاؤن
۳۔	محمد ادریس	باغبانپورہ
	جمیل الرحمن اختر	شاد باغ
		چاہ میراں
		شاہدرہ
		دھرم پورہ

اظہار تعزیت:

جمعیت طلباء اسلام دارالعلوم تعلیم القرآن کا ایک اجلاس جناب نصر اللہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے عبدالمبین شاہ بخاری اور دیگر طلباء نے خطاب کیا اجلاس میں سرحد اسمبلی کے سابق رکن مولانا یعقوب صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مقررین نے مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا یعقوب صاحب نے سرحد اسمبلی میں اسلام کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

چارسدہ (سرحد)

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل چارسدہ کا ایک اجلاس حمید اللہ حامد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے راہنما جناب سید نصیب علی شاہ بخاری نے بھی شرکت کی۔ جس میں تحصیل چارسدہ کی تنظیمی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ایک وفد تشکیل دیا گیا اور جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام دارالمطالعہ قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔

جمعیۃ طلباء اسلام

تحصیل مری کا اجلاس:

مری: جمعیت طلباء اسلام تحصیل مری کا اجلاس زیر صدارت قاری جمال الدین افغانی منعقد ہوا جس میں سال ۱۹۷۶ء کے انتخابات کو کالعدم قرار دے کر ایک آرگنائزنگ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

کمیٹی کے عہدیدار حسب ذیل ہیں:

چیئرمین : خورشید عباسی
ڈپٹی چیئرمین : سعید بشیر خان
کنونیر کالج یونٹ : امتیاز احمد عباسی
کنونیر گورنمنٹ اسکول یونٹ : آفتاب احمد خان
کنونیر پبلک اسکول یونٹ : وحید بشیر خان
کنونیر مدارس عربیہ یونٹ : اعجاز احمد عباسی

ان تمام عہدیداران کی زیر نگرانی معاونت سازی کی مہم شروع کر دی گئی ہے جمعیۃ کے چیئرمین خورشید عباسی اور ڈپٹی چیئرمین سعید بشیر نے طلباء سے اپیل کی ہے کہ وہ معاونت سازی کی مہم کو کامیاب بنائیں۔

دارالعلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط، مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں۔ ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے دونوں اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دارالعلوم و مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

بلوچستان کی انتظامیہ توجہ فرمائے:

مکرمی! آسیاآباد ضلع مکران صوبہ بلوچستان تحصیل تمپ کا ایک بڑا قصبہ ہے۔ یہاں کھجور باکثرت پیدا ہوتی ہے۔ اس قصبہ کے قریب دریا نہنگ بہتا ہے۔ جب بارش کا موسم ہوتا ہے تو اس میں سیلاب آجاتا ہے جس کی وجہ سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں اس میں پانی کی زیادتی کی وجہ سے ایک بس اور ایک ٹرک ڈوب گیا تھا۔ سیلاب سے بہت سے آدمی، بھیڑ بکریاں، اونٹ اور گائے ڈوب گئیں اور کھجور کے باغات کو بہت نقصان پہنچا۔

ہم مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بلوچستان اور مقامی انتظامیہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس دریا کو کسی تنگ جگہ پر روکنے کے انتظامات کریں تاکہ آسیاآباد سیلاب سے محفوظ ہوسکے۔

خداداد رندی

آسیاآباد۔ تمپ۔ بلوچستان

سیمنٹ سپلائی میں اضافہ کیا جائے:

مکرمی! میں آپ کے مؤقر جریدہ "ترجمان اسلام" کی وساطت سے جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ

انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں سیمنٹ کی قیمت ۴۴۰/- روپے سے بڑھا کر ۶۰۰/- روپے فی ٹن مقرر کرنے کا اعلان کیا لیکن ایسوسی ایٹڈ سیمنٹ کمپنی نے ۶۰۰/- روپے فی ٹن والا سیمنٹ بھی بڑھا کر ۷۶۰/- روپے فی ٹن کر دیا جو کہ غریب عوام پر بہت زیادہ بوجھ ہے۔ براہ کرم سیمنٹ کے نرخوں میں کمی کی جائے۔ نیز فیکٹری سے مال کی سپلائی بہتر کرانے کے احکامات جاری کئے جائیں۔

اسوقت صادق آباد میں ہر سٹاکسٹ کا ماہانہ کوٹہ چھ ٹرک ہیں لیکن ماہ مئی سے صرف دو ٹرک سپلائی کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح پوری تحصیل کے لئے صرف دس ٹرک پورے مہینے میں سپلائی کئے جاتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی تحصیل کے لئے بہت تھوڑا ہے۔ جنرل ضیاء الحق صاحب سے گذارش ہے کہ براہ کرم ان گذارشات پر غور فرمائیں۔ صادق آباد کے شہریوں کی سیمنٹ کی کمی فوری طور پر ختم کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

عبداللہ عاصی

مکان ۴۱۲/P، اولڈ صادق آباد،

ضلع رحیم یار خان

سیمنٹ کا کوٹہ بڑھایا جائے:

مکرمی! آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے ضلع رحیم یار خاں کے حکام بالا سے سیمنٹ کی تقسیم کے سلسلہ میں چند گذارشات کرنا چاہتا ہوں۔ سیمنٹ کی دو سو بوری میں سے عوام کو صرف اسی بوری دی جاتی ہیں جبکہ ٹھیکیداران کو ۱۲۰ بوری سیمنٹ فی ٹرک دی جاتی ہیں۔ ٹھیکیداران وغیرہ کے لئے فیکٹری میں محکمانہ کوٹہ بھی مخصوص ہوتا ہے۔

عوام کے لئے فی ٹرک اسی بوری مذاق سے کم نہیں۔ براہ کرم عوام کا کوٹہ بڑھایا جائے، تاکہ عوام کا اضطراب دور ہو۔

امید ہے حکام بالا میری ان گذارشات پر فوری توجہ دیں گے۔

صفدر حسین ضیاء

سکول بازار۔ صادق آباد

اصولوں کی خلاف ورزی؟

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمود سے اپیل کرتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ جس نے قومی اتحاد کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فوجی حکومت میں شمولیت اختیار کی، کے خلاف کارروائی کی جائے۔

اگر اسی طرح اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی رہی تو قومی اتحاد کا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

محمد اقبال طالب

طالب علم۔ منچن آباد

ڈیرہ میں فیکٹری لگائی جائے:

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان صوبہ سرحد میں خصوصی طور پر پسماندہ ہے۔ یہاں کے لوگ پسماندگی کی وجہ سے اکثر غریب و بے روزگار ہیں۔ اس ضلع کی پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ عبوری حکومت نے شوگر اور کپڑے کے کارخانوں کی منظوری دی لیکن ابھی تک کوئی مؤثر اقدام نہیں ہوا جس کی وجہ سے بیروزگاری دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور ان مجوزہ صنعتوں کا قیام نہایت ضروری ہے۔ ان کے قیام سے ایک طرف ڈیرہ کے عوام کی بیروزگاری ختم ہو جائے گی دوسری جانب صنعت کو مزید فروغ مل جائے گا۔ امید ہے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جلد سے جلد صنعتوں کے قیام کے لئے رقم کی منظوری دیں گے۔

فضل محمد عثمانی،

ڈیرہ اسمٰعیل خان سٹی

خوانین کا ظلم:

مکرمی! آپ کا رسالہ پڑھا، بہت پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے حق بات کہنے اور لکھنے کی مزید توفیق بخشے۔

موضع عباسیہ جو قریب چار گاؤں پر مشتمل ہے پر خوانین کی اجارہ داری ہے۔ میں خان ازم کے مخالف ڈٹ کر مقابلہ کر رہا ہوں۔ اس سے قبل بھی خان حبیب اللہ (سابقہ وزیر داخلہ وزیر مال) اس کے چچازاد بھائیوں اور اس

کے اہل خانہ نے محض حقوق کی خاطر میرے رہائشی مکان کو جلوایا تھا۔ خانان لگی مروت ہم موروثی مزارمین عباسیہ پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔

مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب سے گذارش ہے کہ ہماری دادرسی کی جائے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

غوث علی

(صدر قومی اتحاد عباسیہ) موضع عباسیہ

ضلع بنوں۔

سیلاب سے متاثرین کی امداد کی جائے

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں حالیہ سیلاب نے بیس دیہاتوں کو شدید متاثر کیا جس سے بہت سا جانی ومالی نقصان رونما ہوا۔ ہزاروں گھر سے بے گھر ہوگئے اور کھڑی فصلیں بالکل تباہ ہو گئیں۔ اس سیلاب کا پانی حالیہ شدید بارشوں کی بنا پر پہاڑی ندی نالوں سے ہوتا ہوا دیہاتوں میں داخل ہوگیا۔ اس کے فوراً بعد ڈویژنل کمشنر جناب وزیرزادہ عبدالقیوم خان نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور ان لوگوں سے ہر ممکن امداد کی یقین دہانی کرائی اور اس کے فوراً بعد زون بی کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب فضل حق نے ڈیرہ ڈویژن کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا فضائی دورہ کیا اور اس کے بعد ضلعی حکام کو امدادی کارروائیوں کی ہدایت کی لیکن اس کے برعکس سیلاب کے فوراً بعد جمعیۃ طلباء اسلام نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امداد پہنچائی۔ جمعیۃ طلباء کے جیالے نوجوانوں نے دن رات ایک کر کے چندہ اکٹھا کیا اور سیلاب سے متاثر لوگوں میں بانٹ دیا۔

میں جناب جنرل ضیاء الحق صاحب سے مؤدبانہ التماس کروں گا کہ حالیہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا قیمتی وقت نکال کر دورہ کریں۔ اور ان لوگوں کو بھاری امداد عنایت کریں تاکہ یہ لوگ دوبارہ اپنے نئے مکانات تعمیر کرسکیں۔

فضل محمد خان عثمانی' ڈی۔ آئی۔ خان

فحاشی وعریانی کا خاتمہ کب تک؟

مکرمی! آپ کے جریدہ کی وساطت سے قائدین قومی اتحاد کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ بھٹو دور میں لڑکیوں کے لئے جمناسٹک کے مظاہرے ہوتے تھے۔ پوری قوم نے احتجاج کیا۔ کراچی میں پیراکی کے مقابلوں کے لڑکیوں کی عریاں تصاویر اخبارات میں چھپیں مسلم قوم کے لئے یہ ایک چیلنج سے کم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے بازاروں میں عریاں تصاویر اور سینماؤں میں بلیو پرنٹ چلائے جاتے ہیں اور انہی کی بدولت ان کے کاروبار کو وسعت ملتی ہے۔ پچھلے سال نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے قوم نے جدوجہد کر کے یہ ثابت کردیا تھا کہ اس ملک میں یہ ہی نظام نافذالعمل ہوگا۔ آخر اس فحاشی اور عریانی کا خاتمہ کب تک ہوگا؟ آئے دن چوریوں، ڈاکے، نقب زنی، قتل، اغوا و دیگر وارداتوں کے کالم اخبارات میں بھرے ہوتے ہیں۔ تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عوام نے صعوبتیں سہیں۔ جیل گئے۔ یہاں تک کہ سنگسار بھی ہوئے۔ اسلام دشمن عناصر اب بھی اپنے ناپاک عزائم میں سرگرم ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر اسلامی نظام اور شرعی قوانین کے نفاذ میں تاخیر کیوں؟ میں ارباب حکومت اور بالخصوص قائدین قوم سے گذارش کروں گا۔ چادر اور چاردیواری کے تحفظ کے لئے قوانین نافذ کروائیں تاکہ ان کا مقصد برقرار رہے۔

عثمان غنی عباسی

خانس پور۔ ایوبیہ

مراسلہ نگار توجہ فرماویں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے گئے ہوں۔

بقیہ: چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں

اپنے والدین کو خوشنودی کا تاج ابدی پہنائیں گے اور پوری کرۂ ارض امت محمدیہ کو بھی اس تاج سے منور کریں گے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں ہے جب آپ کے اعلان کرتے ہی فرشتہ رحمت آپ کے دائیں بائیں جھک جھک کر سلام کرنے کو آئیں گے۔ آپ کا یہ کارنامہ واعلان کی صدا فرش سے لے کر عرش تک جائے گی۔ عرش جھوم کر آپ کو سلام ودعا کرے گا مرحبا بکم یا قائد جنرل محمد ضیاء الحق' اھلاً وسھلاً ومرحبا بکم۔ یا اللہ پاکستان کو مستحکم قرآن کا قانون کرے۔ تمام عالم اسلام کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ انشاء اللہ تعالیٰ باری تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ نے یہ کام آپ سے کرانا ہے۔ آپ کریں گے ضرور کریں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پانچ سال کے اندر پوری قوم کو میں تعلیم دے سکتا ہوں۔ میں ایک عظیم ادارہ کا فارغ التحصیل ہوں پچیس سال سے زائد کا تجربہ ہے۔ میں فارسی، عربی، اردو اور انگریزی اچھی طرح جانتا ہوں۔ قانون سے خاصی دلچسپی ہے۔

مجھے قوی امید ہے نہ ہی مجھے بلکہ خدا کی خدائی کو کہ یہ اعلان مقدس فرما کر نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل ہو جائے گی۔ اللہ آپ سے خوش۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتیں برکتیں آپ کے شامل حال ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب مجاہدین کا حامی وناصر ہو۔

والسلام آپکا مخلص خادم دعاگو

پروفیسر محمد اقبال خان ندوی'

المجمع العلمی الاسلامی العربی'

انارکلی، لاہور